خون

ایک اور نخیل ناول جسمیں ایک سچے قتل کے
واقعات ناول کے پیرایہ میں
لکھے گئے ہیں۔

مصنفہ

سردار غلام حیدر خاں صاحب

باب اوّل

اعجاز جاں دہی ہے ہمارے کلام کو
زندہ کیا ہے ہم نے مسیحا کے نام کو

شب فرقت بیقراری

شہر دہلی میں ہاں دہلی کے اس اجڑے دیار
میں جسے سلطان محمود نے سترہ دفعہ لوٹا۔ ہاں
اس دہلی میں جسے نادر نے لوٹا ہاں اُس دہلی
میں کہ جس میں نادری حکم سے خون کے نالے
بہہ گئے ہاں اس دہلی میں جس میں کہ شاندار
تخت طاؤس تھا۔ ہاں اُس دہلی میں جس کی
تعریف میں ایک شاعر یوں کہتا ہے ؎

دہلی جو ایک شہر تھا رشکِ نعیمِ خلد
اور جمع وہاں منتخب روزگار کے
جسکو فلک نے لوٹ کے تاراج کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

ہاں اس دہلی میں جو مغلیہ خاندان کا پایہ
تخت تھا ہاں اسی دہلی میں ہے دار الخلافہ کے
نام سے نامزد کیا کرتے تھے۔ ایک چوک ہے
جو چاندنی چوک کے نام سے مشہور و معروف
ہے۔ شام کے وقت یہاں انبوہ خلائق سے
تل دھرنے کو جگہ نہیں ہوتی۔ شوقین مزاج
فوق البھڑک پوشاکیں زیب تن کئے ہوئے
آتے جاتے نظر آتے ہیں اسی چوک کے
جانب شمال ایک عنبر کوٹھی مگر دلکشا بمعہ
ایک فرحت بخش باغ کے نظر آرہی ہے
اسوقت رات کے باراں بجے کا عمل ہوگا اور
چونکہ قمری مہینہ ہے آخری تاریخ ہے۔ اسلئے
اسی عاشق زار کی سیاہ بختی کی طرح ہے

جھانک رہا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔

مذکورہ بالا کوٹھی میں ایک نوجوان باحالت
ایک پر تکلف پلنگ پر لیٹا ہوا بڑی بے چینی
سے کروٹیں بدل رہا ہے۔ اور خود بخود اُسکے
زبان پر ذیل کی گفتگو جاری ہے۔ آہ محبت تو
سوہان روح ہے تو وبال جان ہے۔ تو
باعث غم والم ہے۔ تو موجب پریشانی ہے۔ تو
بلائے ناگہانی ہے۔ تو ذلت و رسوائی کا
پیش خیمہ ہے۔ تیری مصیبت سخت مصیبت
ہے۔ نہیں نہیں تو فرحت بخش دل و جان
ہے تو قدرت کا کامل نمونہ ہے۔ تو دنیا کے
خوان نعمت پہ ایک ایسی نعمت ہے کہ تیرا ثانی
ہی نہیں تیری طاقت کشش وہ طاقت ہے
کہ جس کے مقابل میں تمام طاقتیں ہیچ ہیں تیرا
چمن وہ چمن ہے کہ جسکو خزاں ہی نہیں تیری
بھینی بھینی پھول پھلانے والی خوشبو ہر ایک کو
بھاتی ہے۔ تو من مانی کھیل کھلاتی ہے۔ جوان
سب پر سے تو ہی اُڑاتی ہے۔ ملک عرش اعظم تک
پہنچا دینا تیرا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ ہاں ہاں
خدا کے نزدیک تیرا وہ رتبہ ہے کہ بہالل
تو نے کسی کو اپنے صدچینوں تک پہنچا دیا۔ تو
اسے احکام ماسوائے ایزدی کے تھمانی کا ہی
بار شد نک بتاتا ہے۔

اور تیرا اثم وہ تخم ہے جو کہ اراضی دل پر چھٹتے ہی
ہرا ہو جاتا ہے۔ ہاں تیرے ثمر کے لئے کوئی
موسم مقررہ نہیں۔ کبھی تو تیرا پھل فوراً ہی
حاصل ہو جاتا ہے اور کبھی قرنوں کے بعد
اور تیرے منتظر ہمیں امید جاہ چشم سے
آب اشک اور دید کہ تیرا ثمر حاصل کریں پائے
امید خالی کیکر عالم عقبا کی طرف سدھار جاتی
ہیں +

یا تو وہ بحر ناپید کنار ہے کہ کسی غواص کو
بھی آجتک تیری تہ نہیں ملی۔ اور تو وہ رمز
کا وہ راز سربستہ ہے جو کہ آجتک کسی پر
منکشف نہیں ہوا۔

ہائے تجھ جیسے قوی طاقت کو دل میں
جگہ دینا کسقدر ظلم ہے۔ کسقدر ستم ہے
تیری شاہی عدالت کے مشکول سے بہت
ہی کم ایسی ہونگی کہ جن میں کامل انصاف
سے کام لیا جائے۔ اے محبت تو عجب چیز
ہے۔ تو عجب چیز ہے ایک طرف تو۔ تو
باعث ظلم و ستم ہے۔ دوسری طرف وہ
فرحت بخش سعادت تجھ میں موجود ہے کہ
جسکا بیان حد امکان سے باہر ہے چاہے
کوئی تجھے کچھ ہی کہے میں تو تجھے ہمیشہ بہتری
ہی کہونگا۔ آہ تو نے میرے اس نازپرورد

دل کو شعلہ شوق کر ڈالا ہے۔ تو نے میرے نازک دل کو کہیں کا بھی نہ رکھا حیرانی و پریشانی کا شکار بنا دیا۔

آہ محبت کیا بیقراری و بیصبری حیرانی و پریشانی آہ و فغان غم و اندوہ ہی تیرے ثمر ہیں۔ نہیں نہیں یہ تو تیرے شگوفوں کی خوشبو ہے آہ اگر ایسا ہی ہے۔ تو تیرا ثمر کیا ہوگا مجھے ویرانی و خاموشی کو جا آہ رانی منوہر لال بھی ابتک نہیں آیا۔ نہ معلوم کیا سبب ہوا۔ ہاں اس نے میرے لئے کیوں اتنی تکلیف برداشت کرنی تھی۔

آہ محبت کے آغاز میں ہی اپنے پرائے اور دوست آشنا جدا ہو رہے ہیں۔ تو اس کے انجام میں کیا ہوگا۔ مجکو خدا نے کیوں پیدا کیا تھا۔ ہاں ہاں کیوں پیدا نہ کرتا۔ جبکہ مرض عشق میں گھل گھل کر مرنا لکھا تھا۔

آہ کیسے محبت کا پھل پایا جو مجھ کو بھی نصیب ہو۔ پس میرے لئے گھل گھل کر مرنے سے یہی بہتر ہے کہ ابھی اپنی جان دیدوں کہ قصہ ہی چک جائے (سرہانے کے نیچے سے ایک جواہر نگار خنجر نکالکر) آہ میرے آباؤ اجداد کی پیاری قتالی آہنگ تو میری جگر میرے بالین کے نیچے تھی۔ آج میں تجھے اپنے دل و جگر میں جگہ دیتا ہوں۔ ہاں مجھے آج تو ہی ایک ایسا رفیق نظر آیا ہے۔ کہ مجھے اس رنج و غم اور فرقت کی نہ صبح ہونے والی رات سے نجات دے گا۔ خنجر کو میان سے نکال اور چمکا کر) آہ دیکھوں تو تو مجھے کسقدر جلد اس عالم فانی سے رخصت کرتا ہے۔ اور آرام کی نیند سلاتا ہے۔

یہ کہکر اس نے اپنا خنجر والا ہاتھ اٹھایا تھا کہ اپنا کام تمام کرے اور اپنے سینہ میں کھبو نا ہی چاہتا تھا۔ کہ ایک مضبوط پنجہ نے اس کی کلائی پکڑ لی یہ اپنے ہاتھ کو بیدھا پاکر بول اٹھا۔

”آہ یہ غیب سے میرا کون دشمن پیدا ہو گیا۔“

مرزا اسد۔ ہوش کی بات کرو کیا بھنگ پی گئے ہو یہ معاملہ آخر ہے کیا ہے۔ مرزا اسد (اسکی طرف دیکھکر) ہے اخاہ منوہر لعل کا شکر ہے آپ پانچ چھ منٹ بعد آگئے۔

منوہر لعل۔ (ملامت کے لہجے) ہاں جبکہ تم اپنے اس ابلہانہ حرکت کو سرانجام دے چکتے۔

مرزا اسد۔ بس نہیں جبکہ میں ہمیشہ کے جھگڑوں سے بچ کر آرام کی نیند سو جاتا

منوہر لعل:۔ وہ صاحب اس برتے پر تتا پانی۔ اسقدر کم دلی اسقدر پست حوصلگی ابھی وہ اگر ایسا ہی تھا تو کیوں عشق کے میدان میں قدم رکھا تھا۔ دل کو قوی کرو۔ ہمت مردانہ سے کام لو صبر کرو صبر سے سب کام اچھے ہو جاتے ہیں تم نے نہیں سنا کہ ع

صبر تلخ ہست و لیکن بر شیریں دارد

مرزا اسد:۔ ہاں بھائی منوہر لعل تم نہ کہو تو اور کون کہے گا۔ افسوس کہ تم میرے درد نہانی سے واقف نہیں ہو مجھ میں اب فراق کی تاب اور صبر کا یارا نہیں ہے ؎

عاشق سے بھی ہوتا ہے بھلا صبر و تحمل
اس بات کی کہتے ہو جو آتی نہیں مجھ کو

رائے منوہر لعل:۔ آخر اس بے صبری سے کیا حاصل اس کا نتیجہ ....

مرزا اسد:۔ (بات کاٹ کر) ہاں یہ باتیں پھر ہی ہونگی پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ نے کیا کھیل کھیلا۔ للہ راست راست کہنا چکموں والے بہلاوے نہ دینا۔

رائے منوہر لعل:۔ (حقارت آمیز لہجہ میں) عجب میری راست گوئی پر آپ کو شبہ ہے تو کیوں مجھ سے دریافت کرتے ہو۔

مرزا اسد:۔ بات یہ ہے کہ تنگ کرتے ہو

پر آپ کیوں خفا ہوتے ہیں مجھے معاف کرو اور میری قابل رحم حالت پر رحم فرماؤ اور ....

رائے منوہر لعل:۔ (بات کاٹ کر) میرے پیارے دوست آپ بے غم رہیں جس طرح سے بن سکے میں آپ کو آپ کے دلدار سے ملا دونگا میرا سر بھی اگر اس کام میں آئے تو دریغ نہ کروں گا۔

مرزا اسد:۔ (آب دیدہ ہو کر) خدا آپ کو سلامت رکھے۔ مگر مجھے یہ بات بنتی نظر نہیں آتی ہے ؎

نہیں ہے کیونکر میرا اور اس پری پیکر کا یارانہ
وہ سنگیں دل ہے میں دیوانہ وہ بے پرواہ میں دیوانہ

منوہر لعل:۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسکے دل میں بھی آپ کی محبت ہے ؎

عشق اول در دل معشوق پیدا میشود
چون نسوزد شمع کے پروانہ شیدا میشود

مرزا اسد:۔ بھائی صاحب یہ شاعروں کے ڈھکوسلے ہیں ؎

جو شاعر بڑا جھوٹ یہ باندھتے ہیں
رگ گل سے بلبل کے پر باندھتے ہیں

رائے منوہر لعل:۔ نہیں نہیں آپ یقین رکھئے کہ اس کو بھی آپ کی محبت ہے اور

یہ بات ہم نے بغیر معلوم کئے آپ کو نہیں
کہی تھی اور کل انشاء اللہ تعالےٰ اسکی خوب
تصدیق کرادوں گا۔

مرزا اسد "ہاں تصدیق بھلا یہ کسطرح
آپ سے بڑھکر میرا کوئی خیر خواہ دوست
نہیں دوسرا خیال تو میرا ناممکن ہے.....
بھائی جان خدا کیواسطے سچ بتاؤ یہ کیا معما
ہے۔

رائے منوہر لعل "(مسکراکر) آپ کا دوسرا
خیال درست اور بالکل درست ہے میں کل
شام کو آپ دونوں کی ملاقات کرادوں گا
آپ بے غم رہیں"

مرزا اسد "یا الٰہی یہ فقرہ میں نے خواب
میں سنا ہے یا بعالم بیداری (اپنی آنکھیں کو
داشت کاٹکر) بیداری کون ہے کہ میری
سماعت میں فرق نہ آگیا ہو۔

منوہر لعل "یہ حالت دیکھکر رائے منوہر لعل
کو بے ساختہ ہنسی آئی۔ اور ایک قہقہہ
لگا کر کہنے لگا"

منوہر لعل "تمہارا عشق اب حد جنون تک
پہنچ گیا ہے۔ خداوندا اس بیچارے مجنون پر رحم
کی نظر فرما اور اس جمیل النعام اور سوزائے
ناتمام کو اسکے دل سے دور کر اور اس کو
عقل سلیم عنایت کرتا کہ یہ اپنے نیک اور
بد میں تمیز کر سکے"

اسد "اے خدا کاشکے جلیا رائے
منوہر لعل کہتا ہے وہ میری عزت لیلا بھی
مجھے اس مبارک لقب سے یاد کرے
تو گویا ....

منوہر لعل "(معترض سخن ہوکر) ہاں گویا
ہفت اقلیم کی سلطنت ملگئی کیوں ہے نہ
اسی طرح"

اسد "آہ اس سے بھی زیادہ گویا دین
دونیا کی سلطنت ملگئی بلکہ اس سے
بھی اور"

منوہر لعل "وہ کیا ذرا کہنا تو سہی۔ ایں
ایں اور یہ رونا کیسا ہے آخر کیوں وجہ موجب
جہت باعث"

مرزا اسد "ہائے منوہر لعل مجھے تم سے یہ امید
نہ تھی کہ تم میرے زخموں پر نمک پاشی کروگے
افسوس صد ہزار افسوس ہائے کیا مجھے آپ
کی طرف سے ناامید ہو جانا چاہئے۔

رائے منوہر لعل "میرے زود رنج
دوست میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ سر تک
ذمہ لینا نہ کرونگا۔ لیکن آپ کی بے صبری
غضب بے صبری ہے میں کل آپ کو آپ کی

ہجرت لیلائے سے ملا دوں گا۔ پھر یہ بیقراری
آخر کس لئے۔ ہاں اگر ایسی ہی حالت رکھو گے
اور میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو دوست
مجھ سے کسیطرح کی توقع نہ رکھنا۔
مرزا اسد۔ اچھا جس طرح فرماؤ گے
اسیطرح کروں گا۔ ہاں دیکھو اب میں نے
کس طرح سے آنسو جذب کر لئے۔ میرے
پیارے دوست خدا کیواسطے میرا ساتھ
نہ چھوڑنا تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو ؎

من نہ گویم کہ این مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

منوہر لعل۔ اچھا تو اب سو جایئے کیونکہ
رات کا بہت سا حصہ گذر چکا ہے اور
میں نے صبح ہی اٹھنا ہے تاکہ جس طرح
سے ہو سکے آپ کی دلی امید بر آئے۔
مرزا اسد۔ بہت خوب کہکر پلنگ
پر جا لیٹا۔ اور منوہر لعل بھی دوسرے
پلنگ پر آرام کرنے کے لئے چلا گیا۔

باب دوم

ابتدائے عشق میں روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اسوقت دن کے دس بج چکے ہیں
ہمارے ناول کا ہیرو یعنی مرزا اسد باغ
کی روشوں پر بڑی بیقراری سے ادھر
ادھر ٹہل رہا ہے۔ اور دلی الجھنوں میں سخت
گرفتار معلوم ہوتا ہے۔ کبھی تو کسی دلخوش
کن خیالات کی وجہ سے اس کا چہرہ
گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھتا ہے
اور کبھی ناامیدی کے خیال سے پژمردہ سا
ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کوئی ایسا خیال اسکے
دل میں آ ڈیرا جماتا ہے کہ اس کی رفتار
تیز ہو جاتی ہے۔ اور ایک پتھر کی مورت
کی طرح کھڑا کا کھڑا رہ جاتا ہے۔ اور کبھی
پھر بدستور ٹہل قدمی میں مصروف ہو جاتا
ہے اور بڑے درد ناک لہجہ سے ذیل کے
شعر کو بار بار دہراتا ہے ؎

چھوٹ جائے غم کے ہاتھوں سے جو نکلا دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

مرزا اسد ابھی اسی حالت میں تھا۔ کہ
باغ کے شمالی دروازہ سے رائے منوہر لال
آتے ہوئے نظر آئے جسے دیکھکر مرزا اسد
یوں مخاطب ہوا۔
مرزا اسد۔ شکر ہے کہ آپ اب بھی تشریف
لائے آپکے انتظار میں تو میرے سر کے بال

بھی سفید ہو گئے ہیں"

رلائے منوہر لعل "خوش طبعی سے) میرے پیارے مرزا ایسا نہ ہو کہ کبھی تم کو لوگ بوڑھا ہی خیال نہ کر لیں اور پھر آپ جانتے ہی ہیں کہ اس کا نتیجہ آپ کے حق میں کیا ہو گا"

مرزا اسد "ہائے مجھ پر تو اس رات موت سی چھائی ہوئی ہے اور آپ کو مذاق ہی سوجھتا ہے ہائے خدا"

منوہر لعل "معترض نہ ہو کر) چہ خوش کہیں نہ ہو ایسا کم حوصلہ والا دل جیسا کہ آپکا ہے ایک مرد کے پہلو کے لایق نہیں ہو سکتا دلکو قوی کرو اور حوصلہ سے کام لو اس میں شک نہیں کہ منزل عشق آسان منزل نہیں لیکن تاہم خداوند تعالے آسان کرنیوالا ہے"

مرزا اسد "آہ" ؎

بیداد عشق سے نہیں ڈرتا مگر اسد
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

منوہر لعل "پیارے مرزا کوئی فکر کی بات نہیں خدا مہربان ہے بے غم رہو"

مرزا اسد "رائے منوہر لعل کیا آپ کو شب والا اقرار یاد ہے یا کہ بھول گئے"

رائے منوہر لعل "ہاں ہاں یاد ہے اور اچھی طرح سے اسی کام کے سرانجام کیلئے میں علی الصباح چلا آیا تھا"

مرزا اسد "تو پھر فرمائیے کس وقت"

رائے منوہر لعل "میرے نزدیک درست میری التجا سنو مگر دلکو قوی کر کے اور ..."

مرزا اسد "بات کا شکریہ ہمکو غضب آپ کے ان فقرات سے تو مایوسی کی بو آ رہی ہے"

منوہر لعل "اسد خدا کیواسطے پھر میرے لئے دل کو قوی کرو اور میرے ان باتوں کا جواب دو"

اسد "فرمائیے فرمائیے میں ہمہ تن گوش ہوں"

منوہر لعل "بلحاظ تعلق دوستانہ اور بشریت کے میرا یہ فرض ہے کہ آپ کو ہر ایک مصیبت سے بچانے کی کوشش کروں بس اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ خدا کیواسطے اس خیال خام اور سودائے ناتمام کو دل سے دور کرو تم نے نہیں سنا ؎

خدا کو مان نہ لے عاشقی کا نام مرزا
کہ منفعت میں بھی اسکے میں سو ضرر پیدا

اسد "پیارے منوہر اس خیال کا دور کرنا بھی محض ایک خیال ہے کیا آپ فرماتے ہیں میں آپ کو مجبور نہیں کرتا کہ آپ میرے لئے تکلیف برداشت کریں ؎

نہیں جسکا کوئی اسکا خدا ہے پوچھنے والا
اُٹھاتے ہیں ملائک آکے بے وارث گرتا کو

منوہر لعل "واہ تکلیف کی ایک ہی کہی میں پہلے کہہ چکا ہون کہ آپ کے کام میں سر تک دریغ نہ کرونگا لیکن آپ کی بیکلی سے میرے اوسان خطا ہو رہے ہیں۔ عاشق کو عشق کے میدان میں بہت سی آفتین برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اور آپ کا ابھی سے رنگ فق ہو رہا ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ جلد منزل مقصود تک پہنچ جاؤ تو آیندہ سختیوں کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ سنو مسق

جو راحت عشق کی چاہے تو نعمت جان ایذا کو
عصا تجھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو

اسد "اچھا صاحب جیسا کہوگے ویسا ہی کرونگا"

منوہر لعل "اچھا لیجئے ذرا کان لگا کر سنئے میں آپ کو چند امورات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں"

مرزا اسد "فرمایئے"

منوہر لعل "آپ کی معشوقہ یعنی خدیجہ بائی کا والد آدم جی بھگوانداس کا سخت مقروض ہے۔ اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ بھگوانداس مجسم عیاش خود سر دولت مند نوجوان ہے اور پھر امجد علی اسکا دوست خدائی نکامکار غدار اچکا مغرور بد سنت چالاک فریبی غرضیکہ اٹھون کا"

مرزا اسد "(بات کاٹ کر) رائے منوہر لال مطلب کی اور مختصر فرمایئے طول نہ دیجئے"

رائے منوہر لال "بس مطلب کی کہی ہے۔ کہ وہ بھی مثل آپ کے بائی پر سو جان سے فدا ہے اور خاص اسی مطلب کے لئے اس نے اس کے باپ آدم جی کو اپنا سخت مقروض بنا لیا ہے"

اسد "بھگوانداس ہندو اور آدم جی تو مسلمان پارسی بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے"

رائے منوہر لعل "بیشک آپ درست فرماتے ہیں لیکن عشق وہ بلا ہے۔ کہ دین و مذہب کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے۔ سو بھگوانداس نے مسلمان ہونے کا اقرار کیا ہے خواہ یہ فریب ہی کیون نہ ہو"

اسد "تو کیا رضیہ بائی بھی راضی ہے"

رائے منوہر لعل "نہیں ہرگز نہیں"

اسد "تو پھر کیا ہوسکتا ہے"

رائے منوہر لعل "مگر اس کا باپ جو کہ بھگوانداس کے دام میں اچھی طرح سے

پھنس گیا ہے۔ اور پھر بھگوانداس اور اسعد ست
اس کا دوست دونوں خدائی کے چھٹے ہوئے
ہیں میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کا انجام کیا
ہوگا۔ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو خوفناک تو ضرور
ہوگا بقول لیکہ سعہ

نمی دانم حدیث نامہ چون است
ہمی بینم کہ عنوانش بخون است

اسد" پیارے دوست تو پھر فرماؤ
کہ کیا کیا جائے"

منوہر لعل " میرے پیارے دوست
دیکھو خدا کیا کرتا ہے۔ لیکن آپ میری تسلی
کردیں کہ کم حوصلگی اور پست ہمتی سے کام نہ
لوگے۔ اور دلکو قوی رکھو گے باقی تمام
معاملہ مجھپر چھوڑ دو خدا مہربان ہے"

اسد " بخدا ہمیشہ باحوصلہ رہنے
کی کوشش کرونگا"

رائے منوہر لعل " میں نے اپنے اٹرنی
کو ہدایت کردی ہے۔ کہ جس طرح سے ہو
آدم جی کو اپنی طرف رجوع کرکے اس کا
انجام قرض ادا کردے۔ جو کہ پنتالیس ہزار
روپیہ ہوتا ہے۔ اور اس کی ضروریات کے
واسطے بھی کچھ نقد روپیہ دیدے یعنی کل جو
پچاس ہزار روپیہ ہے۔ ایسا مسٹر اس کو

لکھوا لے اور اس کے شک کے رفع کرنے
کے لئے اس سے کہدے کہ یہ روپیہ مرزا
اسعد صاحب نے ہمارے پاس اسی غرض
سے ارسال کیا ہے کہ مسلمانوں کو۔ روپیہ
فی سینکڑہ نفع پر دیا جاوے۔ اور اس سے
ان کی یہ مراد ہے کہ روپیہ محفوظ رہے اور
مسلمانوں کو اس روپیہ سے امداد ملتی جاوے
سو میں امید کرتا ہوں۔ کہ جب میرا اٹرنی
اس سے یہ تمام باتیں کہدیگا وہ بالکل عذر
نہ کریگا۔ کیونکہ سر دست بھی تین چار
ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ چند دن کا
ذکر ہے۔ کہ بھگوانداس سے آدم جی نے
کچھ روپیہ طلب کیا تھا۔ پہلے تو اسنے ٹالے
ٹولے میں رکھا اور پھر صاف کہدیا۔ کہ
جس وقت تک کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی
اس سے نہ کردیگا۔ ایک کوڑی بھی اور
اسکو نہ دیگا۔ بلکہ تمام قرضہ بذریعہ عدالت
وصول کریگا۔ اور کوشش کریگا کہ اس کو
قید کرائے"

مرزا اسعد " مشکوری کی نگاہ سے دیکھکر
آہ بھائی منوہر لعل خدا آپ کو جزائے خیر دے
آہ آپ کو اسقدر میرا خیال ہے بھائی میں تو
احسان فراموش نہیں ہوں جب تک زندہ

ہو نگا۔ آپ کی غلامی سے باہر ہونے کی تو
کوشش نہ کروں گا۔ میں ابھی اپنے مختار
کو ہدایت کر دیتا ہوں کہ پچاس ہزار کی رقم
آپ کے اٹرنی کو پہنچا دے۔"
رائے منوہر لعل "ہرگز نہیں میرا روپیہ
کس کا روپیہ ہے۔ ہاں اگر اور کوئی خیال آپ
کی دل میں گذرے تو جو کا غذ کے آدم جی
سے لیا جاوے گا۔ وہ آپ کی خدمت
میں پہنچا دیا جاوے گا۔"
مرزا اسد "میرے دوست آپ یہ کیا فرماتے
ہیں۔ اگر آپ کی نسبت بدظنی اختیار کروں تو
گویا میں نے وہ برا کام کیا جس کے کرنے
کو ابلیس بھی پسند نہ کرے۔"
رائے منوہر لعل "خیر اب ان باتوں کو
جانے دیجے آپ کے کھانا کھانیکا وقت
ہو گیا ہے بس پہلے آپ منہ ہاتھ کی لڑائی
کر لیں۔ بعد میں باتیں کریں گے۔"
مرزا اسد۔ لاحول ولا میں نے ابتک
آپ کے لئے کوئی انتظام نہیں کرایا۔"
منوہر لعل "آپ کی مہربانی ہے میں گھر
سے کھانا کھا کر آیا ہوں۔"
مرزا اسد "میں نے بھی صبح چار کیساتھ
ناشتہ کیا ہے۔ اسوقت طبیعت کھانے
کی طرف بالکل راغب نہیں۔"
منوہر لعل "تاہم کچھہ نہ کچھہ تو تناول فرمایئے"
مرزا اسد "قسمیہ عرض کرتا ہوں کہ ذرا
بھی اشتہا نہیں۔"
منوہر لعل "اجی میاں ملاقات کی خوشی
میں ہی تھوڑا سا کھالو۔"
مرزا اسد "آہ ملاقات میں ایسی قسمت
کہاں سے لاؤں۔"
منوہر لعل "یہ آپ کس خیال سے فرماتے
ہیں۔"
مرزا اسد "بھائی جان یہ آپ کے سامنے
کی بات ہے کہ انہوں نے باغ میں ملنے کا
وعدہ کیا تھا پھر اُس دن آپ کو معلوم بھی
ہے کہ کیا ہوا۔ اس کے دوسرے دن ہی
اُن کی چٹھی اس مضمون کی ملی کہ آج ضرور
مقررہ جگہ پر ملاقات ہوگی سو بھائی جان
جمعہ جمعہ آج آٹھ دن ہوگئے۔ اور ابھی ملاقات
بھی ہوتی ہے۔ آہ۔"
منوہر لعل "بیشک آپ کا فرمان درست
ہے مگر آپ کو نہیں معلوم کہ توقف کا باعث
کیا ہوگا گو کہ مجھکو بھی معلوم نہیں ہے۔ مگر تاہم
میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ دلی رکاوٹ نہیں ہے"
مرزا اسد "تو فرمایئے یہاں سے کئے نیچے

چلے گا۔ اور کس مقام پر ملاقات ہوگی۔ یا آج پھر وہی بخت بد کا ہی سامنا رہے گا۔"

رائے منوہر لعل نے مرزا خدا کیواسطے ایسی باتوں کو چھوڑیئے اور ہمت مردانہ سے کام لیجئے دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ آج چار بجے یہاں سے چلیں گے اور ساڑھے چار بجے وہ بھی ہمراہی اپنی ایک سہیلی کے باغ کی سیر کرنے کیلئے آئیگی۔ وہاں پر آپ دونوں کی بخوبی ملاقات ہو جائے گی۔ اگر وہاں نہ ہوئی تو میں آپ انہیں کے باغ یا کوٹھی میں لیجاکر آپ کی ملاقات ہی کرادوں گا۔ اور اسی لئے میں نے سیٹھ آدم جی سے ملاقات پیدا کرلی ہے۔ اور بلا کسی رکاوٹ کے میں آپ کو وہاں لیجا سکتا ہوں۔"

چار بجے تک ان میں اسی قسم کی گفتگو ہوتی رہی جبوقت کلاک سے چار بجنے کی آواز آئی یہ دوست پا پیادہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔ ....

باب سوم

ملاقات اور حادثہ

سوائے مکر زمانہ میں رسم درازہ نہیں رہا
وہ کون جا ہے جہاں جاہ زیرکانہیں

ماہ نومبر کے چار بج چکے ہیں شوقین مزاج اسوقت اپنی اپنی تفریح طبع میں مشغول ہیں جسطرف دیکھو خوشی اور بشاشت ہی نظر آرہی ہے۔ ایسے وقت میں ہم بھی اپنے اچھے ناظرین کو ایک پرفضا باغ کی طرف لے چلتے ہیں جو کہ قسما قسم کے گل بوٹوں اور شجر ہائے بوقلموں سے آراستہ ہے۔ دیکھئے دیکھئے کہ اس باغ میں ایک نازنین ماہ جبین حوروش ایک سن رسیدہ عورت سے کچھ باتیں کررہی ہے۔ ان دونوں کی شکل و شباہت کے ملنے سے ماں بیٹیاں معلوم ہورہی ہیں آؤ ذرا آگے بڑہیں سنئے کہ ان میں کیا گفتگو ہورہی ہے۔ ہمیں ہیں دیکھئے کہ اس ماہ جبین کا رنگ کیسا متغیر ہورہا ہے اس کے دل لبھانے والی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے ہیں۔ سنو سنو ان کی گفتگو سنو۔"

بوڑھی عورت بیٹی دیکھو اس سے زیادہ اور کیا بے عزتی ہوسکتی ہے اگر تم میرے

کہنے پر عمل کرو۔ تو یہ آئی ہوئی بلا ٹل جائے"

بیٹی "پیاری اماں والد صاحب بھی تو اس بات کے برخلاف ہیں"

والدہ "ہاں درست ہے تو آپنی رضامندی ظاہر کردے ان کا راہ پر لانا آسان ہے"

بیٹی (روکر) ہائے اگر ہیں آپ پر اس قدر وقم ہو معلوں تو تہوڑی سی زہر دیدو کہ میں ہمیشہ کے لئے ان مصیبتوں سے رہائی پاکر آرام کی نیند سو جاؤں"

والدہ "(درشت آواز سے) تو کیا مجھے اپنے والدین کی یہ بے عزتی گوارا ہے کہ تمام ملکیت قرق ہو جائے۔ اور خدانخواستہ ناتمہارا بوڑہا باپ اس عمر میں قید خانہ کی سیر کرے اور ناشدنی تو نہیں دیکھتی کہ عدالت کا بیلف موجود ہے صرف بارہ گھنٹہ کی مہلت دیگئی ہے تا کہ تجھے ہم راہ راست پر لے آویں"

بیٹی "(حقارت امیز لہجہ سے) یعنی میں بھی عصمت فروشی پر راضی ہو جاؤں"

والدہ "(خفگی سے) او کمبخت وہ تیرے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے"

بیٹی "اور بُت پرست بنانا"

والدہ "دیکھ تو اب حد سے بڑھ چلی ہے یہ خیر ستہ واسطے اچھا نہیں تو اپنے والد کو بے عزت نہ کرو"

بیٹی "اس بے عزتی سے دوسری بیعزتی بڑہ کر ہو گی"

والدہ "او ناشدنی تو بیعزتی کو کیا جانے ہاں ہاں تجھے بیعزتی کی کیا پرواہ اگر تجھے پرواہ ہوتی تو اسوقت عدالت کا بیلف ہماری تمام جائداد پر قابض نہ ہوتا"

بیٹی "(حقارت اور ملامت آمیز لہجہ سے) ہاں ہاں درست اور بالکل بجا ہے بیشک عزت اسی کا نام ہے کہ غیر مذہب کے ہاتھوں بکوں اور ہمیشہ کے لئے اپنی عصمت پر بدنامی کا دہبہ لگاؤں اپنی تمام خوشیوں کو غم و رنج سے مبدل کروں اسلام چھوڑ بُت پرست بنوں"

والدہ "او بدنصیب میں کیا کہتی ہوں کہ وہ تجھ سے نکاح کرانا چاہتا ہے"

بیٹی "کیا شریعت ایسے نکاح کو جائز قرار دے گی"

والدہ "او بدبخت میرے سامنے سے دور ہو اور جا اپنی قسمت کو پامال کر یہ کہکر سن رسیدہ عورت کمرے کی طرف لوٹ پڑی اور یہ حور وش زار و قطار روتی کی روتی

رہ گئی۔ اور دو تین منٹ سے زیادہ نہ گذرنے
ہوں گے کہ ایک نوجوان دبلا پتلا ساباہی
کمرے سے برآمد ہوا۔ اور اس نازنین کے
روبرو آکر یوں گفتگو کرنے لگا نوجوان ہیں
ہیں پیاری یہ رونا کس لئے ہے خدا کے لئے
اس رونے سے میرے دل کو پاش پاش
نکرو (ہاتھ بڑا کر) دیکھو"
نازنین "(ایک طرف کو اچھل کر) دیکھو
لالہ بھگوانداس مجھے ہاتھ لگانے کی جرأت
نکرو ورنہ اچھا نہ ہوگا"
بھگوانداس "خدا کیواسطے پیاری نثار
رضیہ بیگم آپنے گستہ نار سے اسقدر نفرت
نہ کرو"
رضیہ بائی "دیکھو ناشائستہ الفاظ ہرگز
استعمال مت کرو بس خاموشی سے چلے جاؤ
میں تم سے زیادہ گفتگو کرنا نہیں چاہتی"
بھگوانداس "(ذرا آگے بڑہکر) میری پیاری
میرے دل و جان کی مالک خدا کیواسطے
میرے نازک دلکو نہ توڑو پیاری ہیں ہیں
تم کیوں چلیں خدا کیواسطے ٹھہرو ٹھہرو اور
میری التجا سنو"
رضیہ بائی "نہیں نہیں میں آپ سے آدہی
بات بھی کرنا نہیں چاہتی بس اب آپ مجھے
معاف فرمادیں۔ دیکھو آگے مت بڑھو میری
عصمت کا محافظ ہر وقت میری چھاتی سے
ہمراہ ہے (خنجر دکھلا کر) اس سے ہمارا تمہارا
ایک لمحہ میں فیصلہ ہو جائے گا (پر کڑک کر) او
مردود ازلی میں پھر تجکو حکم دیتی ہوں۔ کہ میرے
پیچھے مت آمیں تیری مردار شکل کو دیکھنا گوارا
نہیں کرتی میں عصمت فروش بازاری عورت تو
نہیں ہوں آتش پرست یا بت پرست نہیں
میرا مذہب اسلام کا پاک مذہب ہے میرا
خدا ایک خدا ہے جسنے تمام جہان کو پیدا
کیا ہے۔ میری بات ایک بات ہے عصمت
پر جان کا دیدینا میرا ایمان ہے"
ناظرین رضیہ بائی کی اس گفتگو نے
بھگوانداس پر اپنا وہ رعب جمایا کہ وہ کھڑیکا
کھڑا رہ گیا۔ گویا پتھر کا بت تھا اور رضیہ بائی
باغ کی شمالی روش پر ہولی۔ بھگوانداس
کی یہ حالت تین چار منٹ سے زیادہ نہ
رہی اور نہایت غصہ سے یوں کہنے لگا۔
بھگوانداس "اچھا دیکھنا اس نفرت کا
کیسا بدلہ لیتا ہوں اور واپس کمرے کیطرف
لوٹ پڑا"
جبکہ بھگوانداس اس کمرے میں پہنچا جہانکہ
وہ آدم جی کو چھوڑ گیا تھا گیا دیکھتا ہے کہ

مرزا اسد اور رائے منوہر لعل دا ہیں کانا ٹیئی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آدم جی نے بھگوانداس کو دیکھتے ہی کہا؛

آدم جی "میں آپ کا مشکور ہوں گا۔ اگر آپ چند منٹ کے لئے دوسرے کمرے میں تشریف لیجائیں کیونکہ ہم اسوقت کسی پرائیوٹ امور پر گفتگو کر رہے ہیں"

"یہ سنکر اگرچہ بھگوانداس جل گیا تاہم وہ دوسرے کمرے میں جا داخل ہوا"

"اب ناظرین کو آدم جی وغیرہ کی بھی گفتگو سناتے ہیں"

آدم جی "تو آپ کیا مرزا صاحب سے میری سفارش کر سکتے ہیں"

رائے منوہر لعل "اس میں سفارش کی کوئی بات نہیں جبکہ انہوں نے آپنے مسلمان بھائیونکو امداد کے لئے ایک لاکھ روپیہ اسی کام کے لئے دیا ہے۔ تا کہ ہم لوگوں کے سخت سود سے حاجت نقد بچتے رہیں۔ پس آپ بھی مسلمان ہیں۔ آپکی امداد بھی ان پر فرض ہے خدانخواستہ آپ ایسی آسامی نہیں ہیں کہ روپیہ چل جائے اس سے کہا ہوا کہ اپنے در پئے آپ کو تجارت میں بہت سا نقصان اٹھانا پڑا خدا نے اگر اس کے سبب گذشتہ نقصان کا حساب برابر ہو جائے (مرزا اسد کی طرف مخاطب ہو کر) کیوں آپ کیا فرماتے ہیں"

مرزا اسد "میں نے عرصہ ایک ماہ سے روپیہ آپ کے پاس اسی غرض سے بھیجا ہے مجھے تعجب آتا ہے کہ اسوقت تک روپیہ کیوں پڑا رہا یہ آپ کا قصور ہے میرا نہیں"

رائے منوہر لعل "(آدم جی کی طرف مخاطب ہو کر) اچھا جسقدر رقم آپ کو درکار ہے فرمائیے"

آدم جی "(سوچکر) کل پچاس ہزار"

رائے منوہر لعل "کس طریق پر لوگے"

آدم جی "جیسے پر دو"

منوہر لعل "اچھا تو دو آنہ سینکڑہ نفع دینا پڑے گا۔ اور اس کے ادائیگی کی یہ صورت ہو گی کہ عرصہ تین سال میں آپ کو کل رقم ادا کرنا ہو گا۔ خواہ یکمشت خواہ بطور اقساط کے میعاد مقررہ کے بعد ہم کو اختیار ہو گا کہ بذریعہ عدالت کل روپیہ یکمشت وصول کر لیں"

آدم جی "اچھا مجھے منظور ہے"

رائے منوہر لعل "اچھا تو کل میرا آرٹی

روپیہ لائے گا۔ اور آپ اسٹامپ خرید کہیں
ارتھی "اسٹامپ کی کیا ضرورت ہے
صرف ایک آنے کے ٹکٹ پر کام ہو سکتا
ہے اور روپیہ کی تو آپ جانتے ہیں۔ کہ
مجھے کسقدر ضرورت ہے اگر اسیوقت
مہربانی فرماویں تو اس آفت ناگہانی سے
نجات پاؤں صورت حال سے تو آپ
واقف ہیں"

رائے منوہر لعل ارتی کی طرف مخاطب
ہو کر "فوراً جا کر پچاس ہزار روپیہ لے آؤ۔"
ارتی حکم کے پاتے ہی چلتا بنا اور
پانچ منٹ میں روپیہ لا کر میز پر دہر دیا
اور منوہر لعل نے ارتی کو مسودہ تیار کرنے
کا حکم دیا اور پھر اپنے دوست مرزا اسد
کی طرف مخاطب ہو کر

منوہر لعل "چونکہ آپ ابھی بیماری سے
اٹھے ہیں اس لئے آپ کو بند کمروں میں
بہت نہ بیٹھنا چاہئے جب تک کہ یہ
معاملہ فیصلہ ہو جائے آپ باغ کی سیر
کریں"

ارتھی "ہاں ہاں آپ بڑی خوشی سے
باغ کی سیر کر سکتے ہیں۔ باغ میں کرسیں
وغیرہ موجود ہونگی اور جس چیز کی ضرورت
ہو خدمت گار موجود ہیں حاضر کرینگے"

مرزا اسد اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر باغ
کی طرف چل پڑا جسوقت کہ مرزا اسد عین باغ
کے بیچوں بیچ پہنچا تو اس نے اپنے چاروں
طرف نظر دوڑائی لیکن اسکو ایک رونے
کی آواز کے علاوہ اور کچھہ نہ دکھائی دیا۔
اس نے خوب کان لگا کر سنا کہ یہ آواز کس
طرف سے آرہی ہے۔ جسوقت کہ اس کو
معلوم ہوا کہ یہ باغ کے آخری حصہ سے
آرہی ہے تو اُدہر کو دبے پاؤں روانہ
ہوا۔ اور اسجگہ پر پہنچا جہانکہ رضیہ بائی
زمین کے خدائی فرش پر بیٹھی رو رہی تھی
یہ رونے میں ایسی محو ہو رہی تھی۔ کہ اُس کو
مرزا اسد کے آنے کی مطلق خبر نہ ہوئی۔
پہلے تو مرزا اسد کے دونوں ہاتھ اُٹھے
تا اُسے اپنی چھاتی سے لگالے لیکن نہ
جانے کس خیال نے اُسے اس حرکت
سے روکا کہ اُس نے اپنے ہاتھ واپس کھینچ
لئے اور ایک آہ دلخراش کے ساتھہ یوں
گویا ہوا"

مرزا اسد "یا خدا کیا میں یہ خواب نہیں
دیکھہ رہا ہوں یہ حسن کی دیوی کیا سچ رو رہی
ہے۔ خدا کرے یہ خواب ہو لیکن تمام خواب

نہ ہو بلکہ وہ حصہ جو میرے دلکو پاش پاش ہو رہا ہے"

"اسد کے ان کلمات نے نازنین دلربا رضیہ بائی کو فوراً ہشیار کر دیا اور وہ جھٹ اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی"

رضیہ بائی "مجھے آپ کے نہ بھولنے والے احسان نے سخت شرمندہ کر رکھا ہے لیکن اگر آپ میری مجبوریوں سے واقف ہوں تو میں امید کرتی ہوں کہ مجھے آپ معافی عطا فرماوینگے۔ تاہم آپکے احسانات مجھ پر ایسے نہیں ہیں کہ میں اپنی بے قصوری پر زور دے سکوں گو کہ آپکی اشرافت اور نجابت مجھے معاف ہی کیوں نہ کر دے"

مرزا اسد۔ خیر ان باتوں کو پھر دہرائینگے پہلے آپ یہ فرمائیں کہ رو کیوں رہی ہو"

رضیہ بائی۔ آہ کیا بتاؤں قسمت بد کا سامنا شاید آپ کو بھی حال معلوم ہو گیا ہوگا۔ ہر طرف سے رسوائی و مصیبت ہملوگوں پر ٹوٹ پڑی ہے یہی باعث تھا کہ میں اپنے وعدوں کو وفا نہ کر سکی ہائے جو عدالت گاہ"

مرزا اسد "ہیں ہیں خدا کیواسطے رونا موقوف فرمایئے آپ رونے کے واسطے پیدا نہیں ہوئیں بلکہ رلانے کے لئے ہیں آپ کا منشا سمجھ گیا ہوں تمہارے والد کا تمام قرضہ ادا کر دیا گیا ہے۔ اب تھوڑا نہیں عنقریب بمعہ سرکاری آدمیوں کے یہاں سے چلتا بنے گا"

رضیہ بائی "(شکر کی نگاہ سے دیکھکر) آہ خدا آپکو جزائے خیر دے کہ ایسے وقت میں آپ کی فیاضی اور دریا دلی نے ہمارے خاندان کی جان اور عزت بچائی"

مرزا اسد۔ یہ آپ کیا فرماتے ہیں اگر میری جان بھی آپکے خاندان کے کام آئے تو بڑا خوش ہونگا اور فخر سمجھونگا"

رضیہ جان "(بات کا رخ بدلکر) آج آپنے کسطرح سے کرم فرمایا"

مرزا اسد "آپ سا سخت دل کہاں سے لاؤں کیا آپ میرے آنے پر ناراض ہیں"

رضیہ بائی "ہائے آپ پھر وہی فرماتے ہیں اگر مجھے اس بلا کا سامنا نہ ہوگا تو کیا ممکن تھا کہ میں آپنے وعدہ کو وفا نہ کرتی"

مرزا اسد "آہ"

عبث یہ کہتے ہو موقعہ نہ تھا اور گہات نہ تھی۔
حنہدی پاؤں میں نہ تھی آپکے برسات نہ تھی۔
کج ادائی کے سوا اور کوئی بات نہ تھی ++

دن کو آسکتے نہ تھے آپ تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہئیے کہ منظور ملاقات نہ تھی +

رضیہ بائی "یہ سراسر خلاف ہوگا اور واقعی محسن کشی ہوگی اگر میں یہ کہوں کہ آپ کی محبت میرے دل میں نہیں آہ بھلا میں یہ کسطرح سے کہہ سکتی ہوں۔ کیا مجھے وہ دن یاد نہیں جبکہ میرے لئے میری جان بچانے کے لئے آپنے اپنی جان کی پرواہ نہ کرکے اس کالے سانپ کو جو کہ باغ میں میرے پاؤں سے ساتھ لپٹ گیا تھا۔ ہاتھوں میں مل ڈالا اور مجھے اجل کے منہ سے بچالیا اور اس کے بعد آپکے آج کا احسان اس سے بھی بڑھکر ہے اس دن تو صرف میری جان بچائی آج آپ نے ہمارے تمام خاندان کی جان اور عزت بچائی "

مرزا اسد "(الفت کی گہری نگاہ سے دیکھکر) آہ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں آپنے اسوقت میرے تن بیجان میں جان ڈالدی میری کشت آرزو کو جو کہ قریباً پائمال ہوچکی تھی سرسبز و شاداب کرڈالا لیکن خدا کیواسطے یہ بتائیے یہ کہ یہ محبت ہمیشہ قایم رہنے والی ہے۔ یا خدا نخواستہ ...... کس زبان سے کہوں "

رضیہ بائی "(پیار سے مرزا اسد کے گلے سے) ہمارے تمہارے محبت کے رشتہ کو موت کے مضبوط ہاتھوں کے سوا اور کوئی نہیں توڑ سکتا۔ آپکو معلوم نہیں ہے۔ لیکن خدا خوب جانتا کہ آپ کی محبت پاک نے ایکدم کے لیے بھی اس مصیبت میں میرے دل سے باہر قدم نہیں نکالا اور نہ آپ کی یاد سے غافل رہی ہوں "

مرزا اسد "(رضیہ بائی کے ہاتھ کو چوم کر) آہ پیاری خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے تم نے دوبارہ آپنے کشتہ ناز کو زندہ کرڈالا خدا ہماری تمہاری محبت کا خود محافظ ہے اور روز افزوں ترقی دے میری پیاری میری جان و دل کی مالک دیکھنا۔ لیکن در اندازوں کی دراندازی میں نہ آجانا اے حسن و عصمت کی دیوی میں تیری پرستش سے کبھی غافل نہ رہونگا دیکھنا آپنی الفت اور مہربانی کی پاک نظر مجھ سے نہ ہٹالینا میری اس التجا کو ہمیشہ مدنظر رکھنا "

رضیہ بائی "ہے ہے میں پیارے اسد یہ کیا خدا کیواسطے نہ روؤ نہ روؤ میں سچے دل سے کہتی ہوں کہ میں تیری ہوں میں

تمری ہوں۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو لاکھوں
میں کہوں گی خواہ مجھے دنیا بے حیا اور
بازاری عورت ہی کیوں نہ کہے پیارے
اسد تمہیں میری قسم ہے رونے کو اب
موقوف کرو"

اسوقت رات کے آٹھ بجے کا عمل
ہے چاندنی تمام جہان پر چھائی ہوئی ہے
آدم جی اور بھگوانداس کا فیصلہ ہوچکا
بھگوانداس سے آپنی پائی پائی وصول کرلی
اور رائے منوہر لعل نے بھی پرامسری نوٹ
لکھ لیا۔ اب بھگوانداس بمعہ سرکاری آدمیوں
کے رخصت ہونے کو اٹھ کھڑا ہوا۔ اور جانے
کو تھا کہ باغ سے ایک ہیبت ناک چیخ کی آواز
آئی۔ جسکے سنتے ہی رائے منوہر لعل کا رنگ
فق ہوگیا۔ اور بے ساختہ اس کے منہ سے
یہ کلمہ نکل گیا یا میرے خدا فضل کرنا!!

یہ سب کے سب باغ کی طرف دوڑ
پڑے کیا دیکھتے ہیں کہ مرزا اسد خون میں
غرق پڑا ہے اور رضیہ بائی اس کے
سر کو زانو پہ رکھے ہوئے زار و قطار رو رہی
ہے۔ اور اس نوحہ کو بڑے دردناک لہجہ
سے پڑھ رہی ہے"

نوحہ

ہاتھ میں میرے ہے تجکو بیقراری ہائے ہائے
کیا ہوئی صاحب تمہاری ہوشیاری ہائے ہائے
کیوں میری غمخوارگی کا آیا تجکو تھا خیال
دشمنی آپنی تھی میری دوستداری ہائے ہائے
عمر بھر کا تو نے پیمانہ اگر باندھا تو کیا
عمر کو بھی تو نہیں ہے پائداری ہائے ہائے
زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی
یعنی تجھ سے تھی اسے ناسازگاری ہائے ہائے
گلفشانیہائے ناز جلوہ کو کیا ہوگیا
خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری ہائے ہائے
شرم رسوائی سے جا چھپنا نقاب خاک میں
ختم ہے الفت کی تجھپر پردہ داری ہائے ہائے
خاک میں ناموس پیمان محبت مل گیا
اٹھ گئی دنیا سے راہ و رسم یاری ہائے ہائے
ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا
دل پہ اک لگنے نہ پایا زخم کاری ہائے ہائے
کس طرح کاٹے کوئی شبہائے تار برشکال
ہے نظر خو کردہ اختر شماری ہائے ہائے
گوش مہجور پیام و چشم محروم جمال
ایک دل تسپر یہ ناامیدواری ہائے ہائے
عشق نے پکڑا نہ تھا رضیہ ابھی وحشت کا رنگ

رہ گیا تھا دل میں کچھ فرق آ جانا ہی تھا تاہم اس حالت میں بھی وہ کوئی حرکت نہ کر سکا اور بے تحاشا رینے لگا۔ اگر سیٹھ آدم جی انکو پکڑ لیتے تو وہ بیہوش ہو کر دھم سے زمین پر آرہتا۔

غرضیکہ مرزا اسد کو وہاں سے اٹھا کر کمرے میں لے گئے اور ڈاکٹر بلایا گیا۔ جسنے آکر خوب اچھی طرح سے زخم کو دیکھا مریض کو ہوشیار کیا اور مرہم پٹی کی اور کہا۔

ڈاکٹر "انکو اسجگہ سے بالکل دوسری جگہ لیجانے کی کوشش نہ کریں۔ اس میں شک نہیں کہ زخم نہایت مہلک ہے۔ لیکن ساتھ ہی بچنے کی بھی قوی امید ہے میں ہر روز دن میں تین دفعہ خود آیا کروں گا اور اپنے ہاتھ سے زخم کی شست وشو اور مرہم پٹی کروں گا۔ امید ہے کہ عرصہ دو ماہ میں یہ بالکل تندرست ہو جاینگے"

رائے منوہر لعل "ہم سب آپکے مشکور ہیں"

القصہ ڈاکٹر کچھ تھوڑی سی گفتگو کر کے چلتا بنا اس واقعہ کی پولیس کو اطلاع کیگئی لیکن ملزم کا بالکل پتہ نہ ملا۔ اور نہ ہی انہوں نے کسی پر اپنا شک ظاہر کیا جبتک کہ مرزا اسد بالکل تندرست نہ ہولیے آدم جی کی کوٹھی ہی میں رہا اور رائے منوہر لعل نے بھی اپنے دوست کا ساتھ نہ چھوڑا رات تیمار داری اور خدمت میں مستعد رہا۔

باب چہارم

راز

اسوقت موسم سرما کی راتوں کے بارہ بج چکے ہیں۔ مینہ موسلا دھار برس رہا ہے بجلی کی وحشتناک گرج سے بہادر سے بہادر دل بھی دہل جاتا ہے۔ ہوا بڑے زوروں پر ہے۔ اسوقت کی طوفان بے تمیزی طوفان نوح پر بھی خندہ زن ہے لال ٹینیں جو کچھ دیر پہلے جل رہی تھیں اسوقت طوفان کی نظر ہو چکی ہیں۔ تمام شہر میں سناٹا پڑا ہوا ہے۔ غریب سے امیر تک اپنے گھروں میں لحافوں کے اندر دبکے ہوئے پڑے ہیں۔ پولیس کے سپاہی جو کچھ دیر پہلے ادہر ادہر پھرتے اور پہرا دیتے نظر آرہے تھے۔ اسوقت دکھائی بھی نہیں دیتے اور نہ ہی رات

کے بھونکنے والے کتوں کی آواز ہی سنائی دیتی ہے۔ ایسے وقت میں چاندنی چوک کے ایک چوبارے میں ہمیں چراغ کی روشنی نظر آرہی ہے آؤ اوپر چڑھ چلیں اور دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔"

"دیکھو دو نوجوان ایک ہندو اور ایک مسلمان کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ذیل کی گفتگو کر رہے ہیں۔"

ہندو۔" خانصاحب اب کیا کیا جائے۔"

خانصاحب۔" لالہ صاحب میں خود اس معاملہ میں حیران ہوں کیا بتاؤں۔"

لالہ جی۔" اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا قسمت والا شخص ہے جو بچ گیا۔ اور پھر لگے مہینہ کے شروع میں انکا نکاح بھی قرار پایا ہے۔"

خان صاحب۔" میں نے تو اُسے اپنی طرف سے جہنم واصل ہی کر کے چھوڑا تھا افسوس کہ اس کی قضا نہ تھی جو وقت کہ آپ کا رقعہ مجھے ملا میں اُسی وقت بھیس بدلکر ملک کے باغ کے دروازہ پہ جا کر ادھر اودھر ٹہلنے لگا تاکہ اس کا نکلتے ہی کام تمام کردوں اچانک وہ رضیہ بائی کے ساتھ جیسے ٹہلتا ہوا نظر ہوا میں موقعہ کو غنیمت سمجھکر دبے پاؤں اُنکی طرف چلدیا وہ اسقدر گفتگو میں محو تھے کہ جب تک میں نے آپنا خنجر آبدار اسد کے پہلو میں بھونک نہ دیا۔ اُسکو خبر نہیں ہوئی۔ اور اس بے خبری میں اس کا مکہ جو میرے شانہ پر لگا میں ہوگیا۔ واللہ سچ کہتا ہوں کہ اگر کہیں سر پر لگتا تو میں وہیں کا وہیں رہ جاتا اگر افسوس ہے تو اتنا ہے کہ میں دوسرا وار نہ کرسکا۔ جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ عرصہ تین ماہ میں تندرست ہوگیا ورنہ ممکن تھا کہ وہ اسطرح رضیہ بائی کے ساتھ ایک ویگنٹ پر سوار ہو کر سیر کرتا جیسا کہ کل آپ نے دیکھا۔"

لالہ جی۔" ہمارے لئے اسد اس قدر پر خطر ثابت نہ ہوتا جسقدر کے اس کا دوست رائے منوہر لعل ہوا ہے۔ یہ سب اسی کے بچھائے ہوئے کانٹے ہیں۔ یہ سب اسی کی کارستانیاں ہیں۔ ورنہ ممکن تھا کہ مرزا اسد اسدرجہ رضیہ بائی پر قابو حاصل کرسکتا۔ اور ہماری مضبوط پنجہ سے آدم جی کو چھڑا لیتا۔"

خانصاحب۔" بیشک بیشک آپ کا خیال درست ہے اور بالکل درست ہے۔"

لالہ جی "اچھا تو اب کیلئے کہ کیا کیا جائے"
خانصاحب "قتل۔ خون۔ غارت"
لالہ جی "بیشک اس کے بغیر مطلب کا
حاصل کرنا بھی ممکن نہیں لیکن یہ کام کس
طرح سے عمل میں آسکتا ہے"
خانصاحب "چھوٹے خان کی معرفت"
لالہ جی "(اچھل کر) خوب کیا واہ خوب
کہا"
خانصاحب "میں کل اس سے ملا تھا
اور اسے میں نے بلایا تھا۔ کہ ایک اہم کام
پر اسکو مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ جسکے جواب
میں اس نے اپنے ملنے کا پتہ بتادیا۔ اور
یہ انگوٹھی جو میں نے انگلی میں پہنی ہے
اسی مطلب کے لئے مجھے دی اور گھڑی
دیکھکر بس ٹھیک وقت ہے ساڑھے
باراں سے پانچ منٹ اور بھی زیادہ
ہوگئے ہیں اور اس نے ایک بجے کا
وقت مقررہ کیا ہے"
لالہ جی "تو پھر اٹھو کہ چلیں دیر کس لئے
کررہے ہیں"
خانصاحب "چلئے مسٹر چلئے"
"ان دونوں نے اپنے لمبے کوٹ
پہن لئے اور سیاہ لبادوں سے اور بھی
اپنے آپ کو خوب طرح سے چھپالیا اور
کمرے کا لمپ گل کرکے نیچے اترے اور
دبے پاؤں منزل مقصود پر چلدیئے"
"اسوقت ہوا اور بارش میں کسقدر
تخفیف ہوچلی تھی۔ لیکن رات کی تاریکی
اور بادل کی گرج بدستور ڈراونی اور مہیب
تھی یہ دونوں دوست آدھ گھنٹہ میں
چلکر شہر کے ایک ویران سے کونے
میں جا پہنچے جہاں کہ پرانی عمارتوں کے
کھنڈرات نظر آرہے تھے۔ یہاں پہنچکر
خان صاحب نے اپنے لمبے کوٹ کے
نیچے سے ایک لال ٹین نکالی لال ٹین کی
روشنی کے پیدا ہونے سے ایک بیمار
عورت کے کراہنے کی آواز سنائی دی"
خانصاحب "لالہ جی کیا تمہارا یہ خیال
ہوگا کہ یہ عورت واقعی بیمار ہے"
لالہ جی "اگر یہ بیمار نہیں تو کیوں کراہ رہی ہے"
خانصاحب "اچھا چلئے ابھی آپ کو
معلوم ہوجائے گا میری ایسے لوگوں سے
بہت ملاقات رہی ہے۔ قریباً قریباً
میں ان کی چالوں سے خوب واقف
ہوں اور ایک مدت تک میں نے انکی
اچھی طرح شاگردی بھی کی ہے"

”غرضیکہ یہ دونوں اس آواز کی سیدہ
پر چلکر اس کراہنے والی عورت کے پاس
جا پہنچے اور ان میں یوں گفتگو ہوئی“

خانصاحب ”چھوٹے خاں کہاں ہیں“

عورت ”میں ایک بیمار اور مسافر عورت
ہوں یہاں نہیں کسی کو نہیں جانتی۔ اس ٹوٹے
ہوئے کھنڈر میں بارش کی وجہ سے پناہ
گزین ہوئی ہوں“

خانصاحب ”نہیں نہیں اُسنے خود ہی
ہمیں بلایا ہے اور اُسکے فایدہ کے لئے ہم آئے
ہیں تم جاکر اُسے اطلاع کردو“

عورت ”حضور میں نے پہلے عرض کردی
ہے کہ میں یہاں کسی کو نہیں جانتی“

خانصاحب ”(انگوٹھی دکھاکر) دیکھو
اس انگوٹھی کو دیکھو تم جاکر اُسے خبر کردو“

عورت ”(انگوٹھی کو اچھی طرح دیکھکر)
میں تو یہاں کسی کو بھی نہیں جانتی البتہ شام
کیوقت میں نے یہاں پر ایک گھر دیکھا ہے
شاید اگر یہ انگوٹھی اُن کی ہو تو میں دکھلا
آتی ہوں۔ آپ یہاں ٹھہریں۔ (اور انگوٹھی
لیکر چلدی) دو ہی قدم چلی ہوگی کہ پھر ٹھہر گئی
اور اُنسے یوں مخاطب ہوئی“

عورت ”جی آپ دونوں صاحبان کا نام
کیا ہے“

خانصاحب ”امجد علی اور لالہ بھگوانداس
ساہوکار“

”پھر یہ عورت چلدی اور پندرہ منٹ کے
بعد آئی اور یوں کہنے لگی“

عورت ”تمہارے پاس کوئی ہتھیار تو نہیں
ہے سچ سچ بتادو“

بھگوانداس ”صرف ایک پستول میرے
پاس ہے“

عورت ”میرے حوالہ کردو واپسی پر تم کو
ملجائیگا“

”بھگوانداس نے جھٹ پستول نکال کر
اس عورت کے حوالہ کیا اور وہ عورت اُنہیں
لیکر ایک تنگ و تاریک راہ پر چلی دس
قدم چلکر ٹھہر گئی۔ اور کہنے لگی کہ لال ٹین کو
رخصت کردو اس کے حکم کی تعمیل کی گئی
اور پھر ان کو لیکر تنگ تاریک اور پیچ در
پیچ راستہ سے ایک مقام پر جا ٹھہری اور
اُن سے کہنے لگی بیٹھ جاؤ میرے دوستو
بیٹھ جاؤ۔ جونہی کہ یہ بیٹھ گئے زمین کو جنبش
ہوئی اور نیچے کو اترتے ہوئے معلوم ہوئے
اور تین چار منٹ بعد اُنہوں نے آپنے آپ
کو ایک تنگ و تاریک تہ خانہ میں پایا۔

بعد ان کے اس عورت نے اُن کی آنکھوں
پر کس کے پٹی باندھ دی اور اُن کے ہاتھ
سے پکڑ کر چلی۔ دس منٹ بعد وہ عورت
ایک جگہ پر ٹھہر گئی اور اُن کی آنکھیں کھولدیں
گئیں۔ اس موقعہ پر چراغ بھی جل رہا تھا۔
اور ایک آدمی بھی سامنے ننگی تلوار لئے
کھڑا تھا جو اُن سے یوں مخاطب ہوا:۔
تلوار والا آدمی "میرے دوستو ہمارا
دستور ہے۔ کہ ہم بغیر تلاشی کے کسیکو اندر
جانے نہیں دیتے"
امجد علی "کوٹ وغیرہ اوتار کر دیکھو ہمارے
پاس کچھ بھی نہیں"
"خیر جب کہ اُس آدمی کو پورا یقین ہو گیا
کہ اُن کے پاس کوئی ہتھیار نہیں پھر اُسنے
دروازہ کھولدیا۔ یہ دونوں دوست اس
دروازہ سے کمرے میں جا داخل ہوئے
کیا دیکھتے ہیں کہ قمار باز آپنی دولت اُن کو
خاک میں ملا رہے ہیں اور شراب کے
گلاس اڑا رہے ہیں۔ یہاں سے یہ عورت
اُن کو ایک دوسرے کمرے میں لے گئی
جہاں ایک پلنگ پر جاموش جنگلی - یا
عفریت کی صورت چھوٹے خان صاحب
پڑے ہوئے تھے۔ جسے انہیں نے دیکھکر"

چھوٹے خان "کہو میرے دوستو کیا حال
ہے"
امجد علی "آپ کی مہربانی سے حسب وعدہ
حاضر ہوئے ہیں"
چھوٹے خان "فرمائیے کیا کام ہے"
امجد علی "خون"
چھوٹے خان "تو میری اجرت سن لیجئے"
امجد علی "فرمائیے"
چھوٹے خان "قتل جوان پانچہزار قتل
عورت دس ہزار قتل طفل ڈھائی ہزار"
امجد علی "ہم صرف دو آدمیوں کو قتل کرانا
چاہتے ہیں اور بس"
چھوٹے خان "فرمائیے وہ کون کون ہیں"
امجد علی "مرزا اسد اور رائے منوہر لعل"
چھوٹے خان "تو دس ہزار روپیہ لونگا"
امجد علی "نہیں پانچ ہزار روپیہ آپ کی نظر
کریں گے"
چھوٹے خان "ہرگز نہیں میں ایک کوڑی
کم نہ لونگا"
بھگوانداس "اگلے مہینہ کے شروع
میں اُن کا نکاح ہونا ہے اس سے پہلے
ہم اُن کو جہنم واصل کرنا چاہتے ہیں"
چھوٹے خان "کچھہ دیر سوچکر اچھا اگر

ہم ایک ہفتہ کے اندر رضیہ بائی کو پکڑ دیں تو کیا آپ پانچ ہزار روپیہ دینگے "

بھگوانداس "اس سے اور کیا بہتر ہو سکتا ہے آپ اگر اسکو ہمیں جہانکہ ہم چاہیں زندہ گرفتار کرکے دیدو تو بیشک پانچ ہزار روپیہ آپ کی نذر کریں گے "

چھوٹے خان "بیشک میں اس طرح سے تمہارے حوالہ کرونگا کہ کسی کو کانوں بھی خبر نہ ہو پھر مہینہ ڈیرہ میں وہ خود ہی تمہارے راہ پر آجاویگی "

امجد علی "بیشک یہ سب سے عمدہ بات ہے باقی کام ہم خود کریں گے۔ اسکا راضی کرنا کچھ مشکل کام نہیں جبکہ وہ اسد اور منوہر لعل سے دور ہو بس آپ ہمیں رضیہ بائی کو زندہ پکڑ دیں "

چھوٹے خان "نصف اجرت پیشگی دیجئے اور ہمیں جگہ بتا دیجئے کہ کس جگہ پر اس کو پہنچا دیں "

بھگوانداس "دو ہزار روپیہ کی اشرفیاں نکالکر فی الحال یہ موجود ہیں باقی پانسو روپیہ کل امجد علی صاحب آپ کو پہنچا دینگے اور جگہ کی بابت بھی آپ کو اطلاع دینگے "

چھوٹے خان "(اشرفیوں کو سنبھالکر) اچھا کل جلد مجھے اطلاع دینا تاکہ تمہارے کام میں ہرج واقع نہ ہو (اور گھڑی دیکھکر) میرے دوستو خدا حافظ ابھی چھوٹے خان ایک اہم کام کے لئے جاتا ہے۔ اور میں تم سے پیشتر ایک خون کرکے آیا ہوں۔ (اپنا آبدار خنجر دکھلا کر جو کہ خون آلودہ تھا) دیکھو یہ ایسا خنجر ہے کہ اس سے کوئی جانبر ہو سکے سنیے میرے دوستو چھوٹے خان کا باتوں کا انکشاف تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا اگرچہ چھوٹے خان کا پکڑنا کاسے دارد تاہم میں تمہیں دوستانہ نصیحت کرتا ہوں۔ اگر اس نصیحت پر کاربند نہ ہوئے تو اس خنجر کی آبداری تم بھی دیکھ لوگے "

امجد علی "بھلا یہ ممکن ہے کہ ہم تمہارے راز کو فاش کریں جس حالت میں کہ آپ ہمارے سخت اور دشوار کاموں میں مدد کرے گیں "

چھوٹے خان "اچھا خدا حافظ میرے دوستو خدا حافظ "

"وہی عورت پھر آن موجود ہوئی جس طرح سے انکو اندر لائی تھی اسی طرح سے باہر اسی مقام پر پہنچا دیا "

"جونہی کہ بھگوانداس اور امجد علی وہاں

سے رخصت ہو کر پھر اپنی اسی بیٹھک میں ہی
آداخل ہوئے اور گزشتہ باتوں کو دہرانے
لگے۔ لہذا ہم بھی انہیں اسی حالت میں چھوڑتے
ہیں اور اس بات کو ختم کرتے ہیں۔

باب پنجم

ہائے غضب

دورنگی زمانہ کی مشہور ہے۔
کہیں سایہ ہے اور کہیں نور ہے

"صبح کا وقت ہے اسوقت ہمارے
ناول کا ہیرو یعنی مرزا اسد بمعہ اپنے
دوست رائے منوہر لعل کے اپنے دیوان
خانہ میں بیٹھا ہوا ذیل کی گفتگو کر رہا ہے"
رائے منوہر لعل "کہئے حضرت آپکی صورت
سے آج وحشت کیوں برس رہی ہے"
مرزا اسد "رات کو بُرے بُرے خواب
نظر آئے ہیں"
منوہر لعل "کھانا بہت کھا گئے ہوگے"
مرزا اسد "نہیں بندہ پرور معمول سے
زیادہ نہیں کھایا"
منوہر لعل "اچھا تو کوئی اور بات سنائیے"

مرزا اسد "کیا سناؤں"
منوہر لعل "اب تو آپ کی شادی کے
لئے صرف چھ دن باقی ہیں کچھ کیا انتظام
کیا ہے"
مرزا اسد "چھ کیسا ہیں سنئے میں نے
واللہ کچھ نہیں کیا۔ بالکل خیال نہیں رہا۔
بڑا غضب ہوا افسوس آپنے بھی کچھ یاد
نہ دلایا"
رائے منوہر لعل "میں نے اب جو یاد دلا
دیا اور کیا کرتے ہوتے"
مرزا اسد "جو کچھ میرے دل میں ہے
اس کا پورا ہونا ان چھ دنوں میں ممکن
نہیں البتہ ایک ماہ پہلے اسکا انتظام
ہوتا تو کہیں پورا ہوتا"
رائے منوہر لعل "اتنا کونسا بڑا سامان
کرنا ہوگا ایک دو دن میں سب کچھ ہو جائیگا"
مرزا اسد "بندہ پرور میرا خیال ہے
کہ تمام دہلی کو مدعو کیا جائے اور ہر ایک
طرح کا سامان تفریح بھی موجود ہو"
رائے منوہر لعل "اس تھوڑے عرصہ
میں ان امورات کا ہونا ناممکن ہے"
مرزا اسد "تو اب کیا کیا جائے کچھ تو
بتائیے کہ میں کیا کروں"

رائے منوہر لعل " ننگے ہو کر ناچو اور کیا کرو"

مرزا اسد " (تیوریدلکر) تمہیں تو ہر وقت مذاق ہی سوجھتا ہے"

رائے منوہر " پہلے آدمی یہ زود رنجی کہاں سے سیکھ لی کیا یہ رضیہ بائی کی تعلیم ہے"

مرزا اسد " پھر وہی مذاق"

رائے منوہر " اور کیا پھر روئیں"

مرزا اسد " نہیں خدا نکرے"

رائے منوہر لعل " اچھا تو پھر کہیں کہ کیا کریں"

مرزا اسد " یہ کرو کہ کوئی ایسا آسان طریق بتاؤ کہ انہیں چھ دنوں میں سب کام ہو جائے"

رائے منوہر لعل " میرے پیارے دوست جبکہ مجھے یہ بخوبی معلوم تھا کہ تمہارے سر پہ عشق کا جن چڑھا ہوا ہے۔ تو کیا یہ آدمیت تھی کہ میں کچھ نکرتا۔ آپ بے غم رہیں سب کچھ موجود ہے اور ہر ایک طرح کا انتظام ہو چکا ہے"

مرزا اسد " کیا" "کیا"

رائے منوہر لعل " سامان رسد اسقدر مہیا کیا گیا ہے کہ یہ تو ایک دہلی سے اگر دو بھی ہوں تو کافی ہے اور ہر ایک نامی شہر سے ہر ایک قسم کے مشہور اور نامی سامان بندے منگوائے ہیں۔ حتیٰ کہ کشمیر سے کشمیری بھانڈ بھی طلب کئے گئے ہیں اور روشنی وغیرہ کا سامان بھی تمام لیں ہے اور اکیس بڑے بڑے خیموں کو ملا کر ایک خیمہ بنایا گیا ہے۔ اور اس کے واسطے جگہ کی تجویز بھی ہو گئی ہے۔ صرف اب اتنا کام باقی ہے۔ کہ اہل بہالی کو خبر کر دی جائے"

مرزا اسد " میں آپ کا مشکور ہوں کہ میرے پیارے دوست خدا آپ کو خوش رکھے ہاں یہ بتائے کہ کسقدر روپیہ صرف ہوا ہے اور صرف ہوگا۔ میں ابھی منگائے دیتا ہوں (نوکر سے مخاطب ہو کر) چیک بک اٹھا لاؤ"

رائے منوہر لعل " یہ ہرگز نہیں ہوگا یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ میں ایک پائی بھی نہ لونگا۔ اگر آپ نے پھر روپیہ کا نام لیا تو یہ جانئے کہ بالکل کچھ سامان نہیں ہوا"

مرزا اسد " بھائی جان آخر کیوں"

رائے منوہر لعل " بس میرے دل کی خوشی اسی میں ہے اور یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھ کروں میں ہی کروں۔ اگر آپ فی الواقع

میرے دلی دوست ہیں تو میرے کام میں بالکل دخل نہ دو اگر ذرا بھی دخل دیا تو یہ جانیئے کہ پھر تمام عمر کیلئے ہمارا تمہارا دوستانہ گیا گذرا ہوگا"

مرزا اسد "آخر کچھ انصاف تو چاہیئے۔ میں کہانتک آپ کو تکلیف دیتا جاؤں جس حالت میں کہ میں سب کچھ کر سکتا ہوں اور ....

رائے منوہر لعل "(بات کاٹکر) ہاں ہاں الحمدللہ کہ آپ سب کچھ کر سکتے ہیں تین چار لاکھ کی جایداد بھی خدا نصیب کرے آپ رکھتے ہیں اور دو تین لاکھ نقد بنک میں بھی آپ کا جمع ہے لیکن یہ بتایئے کہ میرا روپیہ کس کا ہے دوستانہ میں تو حساب کتاب نہیں ہوا کرتا جب ہے تب میں مفلس ہو جاؤنگا پھر آپ سے مانگ لونگا اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے"

مرزا اسد "(آبدیدہ ہوکر) خدا نکرے خدا نکرے کہ آپ مفلس ہوں میرے پیارے دوست آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ آپ کے احسانات مجھہ پر ایسے نہیں ہیں کہ جن کا بیان ہو سکے آج اگر دنیا میں میرا کوئی بھائی بھی ہوتا تو اس قدر تکلیف برداشت نہ کرتا آپنے ماسوائے تکلیف کے آپنے روپیہ کو میرے کاموں میں ریت کی طرح سے صرف کیا اور کر رہے ہو"

رائے منوہر لعل "اور آپنے احسانات کو تو آپ چھپاتے ہیں اُنکے مقابلے میں کیا میںنے خاک کیا ہے مجھے کیا وہ دن بھول گیا ہے کہ سر بازار مجھہ سے قتل عمل میں آیا اور تمام بلا آپنے آپنے سر پر لے لی خدا مہربان تھا اور اُسکو آپکی جوانمردی پر رحم آگیا۔ اور تمام مقدمہ تصفیہ ہو گیا۔ اور ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ اس مقدمہ میں آپ کا صرف ہوا خیر روپیہ تو کوئی چیز نہیں ہے آپنے میرے لئے آپنی عزت اور جان کی کچھ پرواہ نہ کی خدا آپکی عزت اور جان کا ہمیشہ محافظ و نگھبان رہا ہے"

مرزا اسد "میرے پیارے دوست ان گذشتہ باتوں کو جانے دو"

رائے منوہر لعل "یہ باتیں ایسی نہیں ہیں کہ جنہیں بھول جاؤں موت کے دم تک یہ نہ بھولینگی"

مرزا اسد "(بات کاٹ کر) خیر لیکن اچھا تو
گویا کل سامان ہو گیا ہے"
رائے منوہر لعل "جی ہاں صاحب کل سامان
ہو گیا ہے۔ ماسوا ایک سامان کے
میں واللہ اعلم وہ کر سکتا یا نہ لیکن میرا
شخص اور دو دیان میں بول اٹھا۔ کہ وہ
میں کروں گا۔ میں بھی فائدہ کی دیکھ کر
خاموش ہو گیا۔ اور کہا کہ بھلا ہو"
مرزا اسد "وہ کیا"
رائے منوہر لعل "زیور قیمتی دس ہزار
روپیہ کپڑا قیمتی بیس ہزار روپیہ"
مرزا اسد "وہ کون شخص ہے"
رائے منوہر لعل "کوئی ہو تمہیں اس
بات سے کیا"
مرزا اسد "بھئی تمہیں قسم ہے کہ سچ
سچ بتا دو"
رائے منوہر لعل "آپ کی بھابی"
مرزا اسد "کیا خوب وہ تو شاید آپ کی
دولت نہ ہو گی۔ آخر خدا کے واسطے بتائیے
کہ مجھے بھی آپ کچھ کرنے دیں گے یا کہ نہیں"
رائے منوہر لعل "(مسکرا کر) آخر کیوں نہیں"
مرزا اسد "جو کچھ کرنا تھا وہ تو آپ نے
کر لیا [illegible] کیا نہ ذرا واللہ [illegible] اور

لباس کے لئے تو مجھے اجازت دیجئے"
رائے منوہر لعل "یہ آسان بات ہے
اس کام پر دو لاکھ روپیہ آپ بھی لگا دیں
گھر کا روپیہ گھر میں ہی رہے گا۔ اور ...
مرزا اسد "ٹھہرو ٹھہرو یہ کیا شور ہے سنو"
رائے منوہر لعل "یہ کہنے کو ہی تھا۔ کہ
آدم جی روتا ہوا کمرے میں گھس آیا۔ اور
یوں کہنے لگا"
آدم جی "ہائے رضیہ بائی کا بالکل پتہ نہیں"
مرزا اسد "ہائے غضب"
رائے منوہر لعل "فرمائیے کہ معاملہ کس
طرح سے ہے"
آدم جی "رات کو معمول کے موافق آپ ہی
سونے کے کمرے میں جا سوئی جب صبح
وہاں دیکھا گیا تو تمام کمرے کا اسباب
الٹ پلٹ تھا۔ اور رضیہ بائی کا بالکل پتہ
نہ تھا۔ بستر دروازہ کے باہر پڑا ہوا تھا"
ابھی آدم جی نے اپنی گفتگو ختم نہیں
کی تھی کہ ایک پولیس کا سپاہی اندر آیا
جس کے ہاتھ میں لہو سے بھرا ہوا ایک
سفید ریشم کپڑے کا پھٹا ہوا ٹکڑا تھا
اور آدم جی کو دکھلا کر کہنے لگا"
سپاہی "کیا آپ اس کی شناخت کر سکتے

ہیں۔ یہ آپ مجھ ہی پلی ہو سے ملا ہے"

آدم جی "ہائے خدا یہ تو میری پیاری بیٹی کے کرتے کا ٹکڑا ہے کیا وہ قتل کر دی گئی ہائے ظالموں کو بالکل رحم نہ آیا"

مرزا اسد "آہ اگر ایسا ہی ہے تو اسد دنیا میں رہ کر کیا کریگا۔ آہ پیاری رضیہ تیرا اسد بے وفا نہیں وہ بھی تیرے پہلو میں آرام کرے گا۔ (خنجر اٹھا کر) پیارے منوہر خدا حافظ"

منوہر لعل "(خنجر کو چھین کر) اسد دیکھو ایسی ابلہانہ حرکت سے باز آؤ۔ کیا خدا نے تمہیں دو آنکھیں دیکھنے کے لئے اور عقل تمیز کے لئے نہیں دی اس میں شک نہیں کہ اس کپڑے پر خون کے نشان ہیں۔ لیکن یہ آدمی کا خون نہیں بلکہ کسی پرند وغیرہ کا خون ہے چلو چلیں اور ڈاکٹر کو دکھائیں وہ فوراً بتا دے گا۔ اور دوسرے پہلو پر خیال کرنے سے صاف یہ ظاہر ہے کہ اس کا کوئی جانی دشمن نہیں اگر کوئی ہے تو ہمارا تمہارا میں قسمیہ کہتا ہوں کہ رضیہ بائی زندہ ہے اس میں شک نہیں کہ وہ کسی کے قید ناجائز میں ہے۔ لیکن ہم کو خدا پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ ہم خدا کے فضل و کرم سے جلد پتا لگا لینگے۔ اور مجرموں کو گرفتار کر لیں گے"

مرزا اسد "(ہچکی لیکر) آہ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور پیاری رضیہ بائی زندہ مل جائے اچھا چلو اور جلد چلو کہ ڈاکٹر کو دکھائیں۔ دیکھو منوہر لعل اگر ڈاکٹر نے آدمی کا خون بتایا تو پھر اسد کو زندہ نہ دیکھو گے"

رائے منوہر لعل "(کپڑے کے ٹکڑے کو بھیڑ کی نظر سے دیکھکر) ہاں ہاں چلو چلیں بس اسی بات پر ہمارا تمہارا فیصلہ ہے اچھا اگر تصدیق ہو گیا کہ یہ جانور کا خون ہے تو پھر بے صبری سے تو کام نہ لو گے اور مجھے خاطر جمعی سے تلاش کرنے دو گے"

مرزا اسد "بس بس یہی اقرار ہے میں قسمیہ کہتا ہوں جیسا کہو گے ویسا ہی کروں گا"

رائے منوہر لعل "کی مذکورہ بالا گفتگو نے مرزا اسد اور آدم جی کی خاطر خواہ دلجمعی کر دی اور یہ تینوں معہ پولیس مین کے ڈاکٹر کے بنگلے کی طرف چل دیئے اتفاق وقت سے ایک اور سول سرجن صاحب بہادر بھی وہاں موجود تھے وہ خون آلود کپڑے کا ٹکڑا انکو دکھایا گیا اور ان دونوں نے کامل طور سے اسکا امتحان کرکے کہا کہ بیشک یہ

آدمی کا خون نہیں ہے بلکہ کبوتر کا ہے"
دو ڈاکٹروں کے تصدیق سے اُن کی
اور بھی دل جمعی ہو گئی۔ اور پھر یہاں سے
چلکر آدم جی کی کوٹھی پر جا پہنچے جہاں کہ پولیس
بیٹھی تحقیقات کر رہی تھی۔ اور صاحب سپر
نٹنڈنٹ پولیس بھی وہاں موجود تھے جنہیں
رائے منوہر لعل بمعہ آدم جی کے علٰحدہ
کمرے میں لے گیا۔ اور اپنے تمام خیالات
سے انہیں آگاہ کیا اور کہا اگرچہ میں خود
اس معاملہ کو نکال سکتا ہوں۔ لیکن
تاہم مجھے ایک ایسے سراغرسان کی ضرورت
ہے کہ اپنے کام میں دلچسپی رکھتا ہو۔ سپر
نٹنڈنٹ (گھڑی دیکھکر) لاہور سے مسٹر
حامد انسپکٹر آنے والے تھے پس وہ اسوقت
میری کوٹھی پر موجود ہونگے وہ نہایت ہوشیار
اور لائق سراغرسان ہیں پس امید ہے کہ
آپ دونوں جلد اس عقدہ کو برآمد کرینگے
اور ملزم گرفتار ہو کر سزایاب ہو جائینگے"
رائے منوہر لعل "میں آپ کا شکریہ ادا
کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ کے
اقبال سے ایسا ہی ہوگا۔ جیسا آپ نے
فرمایا"
"صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس رائے
منوہر لعل کو ہمراہ لیکر اپنی کوٹھی کی طرف
چلدیئے۔ اور وہاں مسٹر حامد سے ان کا
انٹروڈیوس کرا کے تمام معاملہ بیان کیا اور
پھر مسٹر حامد معہ رائے منوہر لعل کے موقعہ
پر آئے موقعہ ملاحظہ کیا اور پھر ایک علٰحدہ کمرے
میں جا کر بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے
جسکو کسی نے بھی نہیں سنا۔ اور کمرے سے
باہر آئے آدم جی اور مرزا اسد کو تسلی و تشفی
دی اور منوہر لعل کے کان میں کچھ کہکر
چلے گئے"

باب ششم

بھنگڑ خانہ

اسوقت شام قریب ہے شوقین مزاج اپنی
اپنی تفریح طبع میں مصروف ہیں بازاروں
میں عجب رونق برپا ہے۔ جسطرف دیکھو خوشی
ہی خوشی برس رہی ہے کوئی دگیڑوں پر
سوار ہے۔ کوئی باغوں میں دل بہلا رہا
ہے کوئی دوستوں کی ملاقات کی ٹھان کر
گھر سے نکلا ہے ہم بھی یونہی پھرتے پھراتے

ایک باغ میں جا نکلے"

"اہاہا کیا ہی عمدہ پر فضا باغ ہے۔ جو جوانان چمن کا دہانی لباس کیا ہی لطف دکھا رہا ہے۔ دیکھو سامنے دو جنٹلمین ہاتھ میں ہاتھ دئے روشوں میں ٹہل رہے ہیں اور آگے بڑھیں اور دیکھیں کہ یہ کون ہیں اور کیا باتیں کر رہے ہیں ان کو تو پہلے کبھی ہم نے دیکھا لاحول ہے اپنے حافظہ پر دیکھو انکے نام ہی یاد نہیں پڑتے ۔اجی دیکھو کسوقت سے یاد آ کے یہ ادہیر بہول گیا۔ ہاں ہاں ایک کا تو نام لالہ بھگوانداس ہے اور دوسرے صاحب امجد علی ہیں آؤ آگے بڑھکر سنیں کہ کیا باتیں کر رہے ہیں"

امجد علی "چلو باراں دری میں چل بیٹھیں"

بھگوانداس "اب تو ہمیں اس طرف کا رخ کرنا چاہیئے"

امجد علی "(گھڑی دیکھکر) واہ ابھی سے ابھی بہت بڑا وقت پڑا ہے"

بھگوانداس "گھر چلکر ادہر کا رخ کرینگے"

امجد علی "ابھی کل میں نے آپکو ایک کتاب بھر نصیحت کی لیکن آپ کی سمجھہ میں خاک بھی نہ آیا"

بھگوانداس "اچھا جسطرح تمہاری مرضی"

امجد علی "چلو باراں دری میں جا کر وقت کا انتظار کریں"

بھگوانداس "بہت بہتر چلیئے"

"یہاں سے چلکر یہ دونوں باغ کی درمیان باران دری میں جا بیٹھے اور پھر اُن میں ذیل کی گفتگو ہونے لگی"

امجد علی "دیکھو نہ اس باران دری میں بیٹھنے سے کیا ہی عمدہ لطف بر حاصل ہو رہا ہے"

بھگوانداس "دوست جب تک مرزا اسد کو موت کے حوالہ نہ کرلو گے اسوقت تک کچھ بھی بھلا معلوم ہوگا"

امجد علی "خاموش دیوار ہم گوش دارد"

بھگوانداس "اسوقت تو یہاں کوئی بھی نہیں"

امجد علی "(چاروںطرف دیکھکر) مسٹر حامد بلا کا آدمی ہے وہ درختوں کی چھال میں بھی اپنی جگہ بنا لیتا ہے۔ اور میں نے آج چھپا رُخ ہے کہ چاندنی چوک میں دیکھا تھا"

بھگوانداس "وہ اسوقت تو یہاں نہیں ہے ایسا بھی کیا کیا جادو کا پتلا ہے"

امجد علی "بیشک جادو کا پتلا ہے (پھر چاروں طرف دیکھکر) اچھا کہو کیا کہتے ہو۔

بھگوانداس "بس بھی کہ اسکا کام تمام کیا

جائے"

امجد علی "میں کیا کروں میں نے تو اسد قصہ اس کا کام تمام کیا تھا لیکن وہ بچ گیا بڑا سخت جان آدمی ہے اگر میں اصرار کروں کہ پھر دلیا موقعہ ملے اور اسد بطرح سے اسد کے خنجر ماروں تو مشکل ہے اور اگر مل گیا تو میں صرفہ کرنے والا نہیں ہاں تم اپنی سنائے کہ تم نے کیا کیا"

بھگوانداس "وہ بالکل کسیطرح سے نہیں مانتی اس لئے تو کہتا ہوں کہ اسد کو جہنم واصل کیا جائے"

امجد علی "عورت ذات ہے آخر مان ہی جائے گی"

بھگوانداس "بیشک عورت ہے لیکن وہ ایسی عورت نہیں کہ مان جائے میں نے ہزاروں پیچ کھیلے لیکن وہ نتیجہ کچھ نہ نکلا"

امجد علی "تو کیا کیا جائے"

بھگوانداس "میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں"

امجد علی "ہماری یہ کوشش بیفائدہ نظر آرہی ہے کیونکہ جب تک کہ مرزا اسد اور اس کا دوست رائے منوہر لعل زندہ ہیں اسوقت تک کچھ ہو ہی نہیں سکتی ہاں اگر یہ دونوں کہیں ہاتھ لگ جائیں اور انہیں ہم خاک میں ملا دیں تو البتہ یہ راہ راضی ہو جائیگی اور اگر نہ ہوئی پرواہ نہیں آدم جی کو ہم روپیہ دیکر ہر طرح سے راضی کر سکتے ہیں اور اگر وہ بالفرض و تقدیر یہ راضی بھی ہو جائے تب بھی اسے ہم دہلی میں نہیں رکھ سکتے افسوس اسدن ایک ہاتھ خنجر کا میں نے اور نہ مارا"

بھگوانداس "آپ نے تو اپنی طرف سے اسے مار ہی ڈالا تھا۔ لیکن اس کی قضا نہ تھی خیر ہے اب بھی دیکھو خدا ہے اگر موقعہ ہو جائے"

امجد علی "اب ماسوائے اس کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا کہ اسد اور منوہر لعل دونوں قتل کر دیئے جائیں اور پھر رضیہ بائی اور اس کے باپ کو ہم ہر طرح سے راضی ہی کر لینگے اور سے ہیں یہ کھٹکا کیا ہوا اور ہمارے پشت کی طرف"

بھگوانداس "چاروں طرف دیکھکر) کچھ نہیں کوئی پرند ہو گا۔

امجد علی "بس ان باتوں کو ہی جانیدو اور باتیں کرو پھر دیکھیں گے"

بھگوانداس "دیکھو دیکھو یہ دوڑا ہوا کون آرہا ہے"

امجد "کوئی پٹھان سا معلوم ہو رہا ہے"

بھگوانداس نے کچھ کہنے کو ہی تہا۔ کہ وہ افغان اُن کے پاس آکھڑا ہوا اور کہنے لگا

پٹھان "خوبانی ام کو یہ بتاؤ کہ ادہر کوئی لڑکی نہیں دیکھا؟"

امجد علی "نہیں خانصاحب ادہر کوئی نہیں آیا"

پٹھان "اور تمکو کتنی دیر سے بیٹھا ہے"

امجد علی "ہم دو تین گھنٹہ سے بیٹھے ہوئے ہیں"

"پٹھان یہ باتیں کرکے اور اپنے چاروں طرف دیکھکر چلتا بنا اور یہ دونوں دوست پھر اپنی گفتگو میں مصروف ہوگئے۔ ابھی پانچ منٹ نہ گذرے ہونگے ایک نہایت ہی شکیل نوجوان عورت جو کہ چادر سے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے تھی۔ اُنکے پشت کی طرف سے آکر بھگوانداس کے پاؤں پر سر رکھا اور رو رو کر کہنے لگی"

عورت "پرم آتما کے واسطے بچاؤ مجھے بچاؤ"

بھگوانداس "سر اٹھاکر تو کون ہے اور تجھپر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے"

عورت "مجھے چھپاؤ مجھے چھپاؤ"

امجد علی "آخر کچھ تو بتا کہ تجھے ہم کیوں کر چھپائیں"

عورت "مہاراج وہ ملیچھ جو ابھی اس باغ سے نکلا ہے مجھے مار ڈالیگا"

امجد علی "کیوں"

عورت "وہ مجھے ہی ڈھونڈتا پھرتا تھا"

بھگوانداس "تو اُسکی کیا لگتی ہے"

عورت "حضور میں ہندو اور وہ ملیچھ مسلمان ہے"

بھگوانداس "تو بے غمی سے اپنا احوال سُنا وہ اب تجھے یہاں سے لیجا نہیں سکتا"

عورت "میں اپنے والدین کے ہمراہ بنارس سے گنگا جی گئی تھی۔ ایک دن میں اپنے ہمجولیوں کے ساتھ اشنان کو گئی وہاں سے مجھے یہ ملیچھ زبردستی اُٹھا لایا۔ اور کہتا ہے کہ کابل میں لیجاکر اپنے امیر کے سامنے پیش کرے گا۔ اور مجھے لونڈی بنائے گا پرم آتما کے لئے مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ وہ پھر کہیں ادہر نہ آجائے۔ اس کے پاس ایک لمبا سا چاقو بھی ہے جس سے مجھے ڈرایا کرتا تھا۔ کہ اگر ذرا سا بھی بولی تو اس سے تیرا پیٹ چاک کر ڈالونگا۔ لاہور سے ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ کسی کے گھر میں چھپ رہوں مگر پھر نہ ہوسکا اُس نے مجھ کو پشاور سے ... پکڑ لیا ...

امجد علی "تو بالکل غم نہ کرو وہ اب ادہر آ کر مفت میں اپنی جان گنوائے گا۔ بالکل نچنت ہو جا۔ اور شکر کر کہ تو ہم تک پہنچ گئی"

بھگونداس "(اپنی فرد دیکر) یہ اوڑھ لے اور پھر تجھیں کوئی نہیں پہچانیگا اور ہم چند روز چند تجھے تیرے والدین کے پاس پہنچا دینگے"

عورت "مجھے اس ظالم سے بچا لو میں ہمیشہ تمہاری لونڈی بنکر رہونگی"

امجد علی "اے نادان اب کیا اس کی موت آئی ہے کہ پھر یہاں گئے۔ افسوس ہے کہ ہمیں معلوم نہیں تھا ورنہ ہم ضرور اسے جیلخانہ کا سیر کراتے"

بھگونداس "(امجد علی سے مخاطب ہو کر) آہستہ سے اسکو کہاں لیجا کر رکھیں"

امجد علی "میں کیا جانوں جہاں تمہاری مرضی"

بھگونداس "وہیں لیجا کر رکھیں"

امجد علی "کیا کہوں حیران ہوں"

بھگونداس "آخر کچھ تو کہیں"

امجد علی "خدا خیر کرے"

بھگونداس "کیوں بات کیا ہے"

امجد علی "مجھے اس معاملہ میں کچھ شک ہے

بھگونداس "(نہایت آہستہ سے) تو کیا ہوا یہ بھی تو وہاں سے نکل نہیں سکینگی"

امجد علی "اچھا تو وہیں رہے (ذرا نزدیک ہو کر آہستہ سے) بھئی یہ میرا مال ہے"

بھگونداس "بیشک بہت ٹھیک اور بالکل درست"

امجد علی "(عورت سے مخاطب ہو کر) سنو ہمارے لالہ جی کی ایک بیوی ہے۔ چند ہفتوں سے اُسے سودا کا مرض ہو گیا ہے اگرچہ اب آگے سے بہت اچھی ہو گئی ہے اور پہلے سے برا بھلا نہیں کہتی اور نہ ہی اب کپڑے پھاڑتی ہے۔ البتہ بہکی بہکی باتیں کرتی ہے اور روتی ہے تجکو بھی ہم وہیں لیجا رکھینگے امید ہے کہ وہ اسی ہفتہ میں بالکل تندرست ہو جائیگی اور پھر ہم تجھے تیرے والدین کے پاس پہنچا دینگے"

عورت "جہاں رکھو مجھے کچھ عذر نہیں ہے میں بدل و جان خدمت کروں گی اور جب تک وہ اچھی نہ ہو جائیں میں جدا نہ جاؤں گی"

بھگونداس "(گھڑی دیکھکر) دس بجنے والے ہیں چلو چلیں"

"غرضکہ یہ تینوں یہاں سے اُٹھکر

چلدیئے اور باغ کے دروازہ سے نکلکر ایک محلہ کی طرف چل پڑے۔ اور بہت سی گلیاں طے کرکے ایک بھنگڑ خانہ کے دروازہ پر جا ٹھہرے۔ امجد علی ان دونوں کو وہاں ٹھہرا کر خود اندر جا گھسا اور تین چار منٹ بعد باہر آیا اور پھر انہیں اپنے ہمراہ لیکر اندر چلا گیا اسوقت اس بھنگڑ خانہ میں چنیہ چرسی وغیرہ بیٹھے ہوئے اور اپنے اور آپنے نشے میں بالکل مدہوش تھے یہ تینوں معہ ایک اور آدمی کے جو کہ اسی بھنگڑ خانہ کا محافظ یا مالک تھا ان کے پاس سے گذر کر ایک دالان جیسے کمرے میں جا بیٹھے اور پھر مالک مکان نے کچھ زمین کھولکر ایک چھوٹا سا دروازہ کھولا اور بھگوانداس ان تینوں کو اسی کمرے میں چھوڑ کر اس دروازہ سے نیچے کی طرف اتر پڑا اس چھوٹے سے دروازہ کے ہمراہ سیڑھیاں تھیں اور یہ نیچے ایک تہہ خانہ میں جا کر ختم ہوتی تھی اس تہہ خانہ کے چار پانچ جدا جدا کمرے تھے۔"

بھگوانداس "(نیچے اتر کر) آہیں ہیں پیاری رضیہ بائی لمپ کیوں گل کر دیا"

رضیہ بائی "(خفگی سے) دیکھ او مردار بد اطوار ناہنجار اپنی مردار زبان کو تھام میں تیری نحس شکل کو دیکھنا پسند نہیں کرتی"

بھگوانداس "(لمپ جلا کر) پیاری تمہیں اختیار ہے کہ میری شکل دیکھو یا نہ دیکھو تم اپنی آنکھیں بند کر لو لیکن مجھے تو اپنی پیاری اور دل لبھانے والی صورت کے دیدار فرحت آثار سے تو محروم نہ رکھو"

رضیہ بائی "او شیطان مجسم دور ہو دور ہو میں فاحشہ عورت نہیں ہوں میں عصمت فروش نہیں ہوں کمینی نہیں ہوں میں تیری چالوں میں آنے والی نہیں ہوں میں تیری ہوسناکیوں کی شکار بننے والی نہیں میری جان میری عصمت پر قربان ہے"

بھگوانداس "پیاری رضیہ بائی میں تجھ پر ہزار جان سے قربان ہوں اور شیدا ہوں آہ تو نے اسد میں وہ مجھ سے زیادہ کونسی چیز دیکھی ہے کہ تو الفت کی نگاہ سے مجھے نہیں دیکھتی"

رضیہ بائی "دور ہو دور اے نابکار [illegible] تجھ جیسے ہزار دل کو پیارے اسد کے پیارے نام سے قربان کر دوں آہ [illegible] جیسے نابکار کے ہاتھوں سے [illegible]

دل کو کسقدر صدمہ پہنچا ہوگا۔ اور پہنچ رہا ہے۔ خدا جانے وہ کیا خیال کرتا ہوگا نہیں اسکی پاک الفت ایسی الفت نہیں کہ وہ بیجا خیال کرے"

بھگوانداس "دیکھ خان جاہیں نے تجھے ایک ہفتہ کی مہلت دے رکھی تھی لو ابھی دو دن باقی ہیں اگر اس عرصہ میں تو مان گئی تو عین مراد ہے۔ ورنہ جو کچھ بن سکیگا کروں گا"

رضیہ بائی "(نہایت غصہ سے) او مردود انبی ہیں ہر وقت فصاحت کی موت کے لئے تیار ہوں خواہ اودہر کی دنیا ادہر پلٹ جائے لیکن رضیہ کی تو یہی ایک بات ہے بیشک تجکو یہ بات دل سے نکال دینی چاہئے کہ رضیہ ہرگز تیرے ہوسناکیوں کا شکار نہیں بنے گی۔ جو کچھ تونے دو دن بعد کرنا ہے آج ہی کر دکھا۔ او ظالم تو مجھے شہید کرکے یہ خیال نہ کرنا کہ میرا خون چھپ جائے گا۔ تجھے نہیں معلوم کہ مظلوموں کا خون شفق بنکر آسمان پر نمودار ہوا کرتا ہے اور پھر اسکی پاداش کی سزا بھی تو پائیگا میرے ان فقرات سے کہیں یہ نہ سمجھنا کہ میں موت سے ڈرتی ہوں نہیں ہرگز نہیں موت میری آسائش ہے موت میری عصمت کے بچانے والی ہے موت میرے عزت کے رکھنے والی ہے پھلا پھر میں کیوں ایسی شفیق موت سے ڈروں"

بھگوانداس "خیر اب میں تجھے کچھ نہیں کہتا ہاں دو دن بعد سمجھوں گا۔ اور اس اسد بد اطوار کا سر بھی کاٹ کر تجھے دکھاؤنگا جسکے لئے تو مجھ سے نفرت کرتی ہے"

رضیہ بائی "او کمینہ منہ دھو کر اس کا نام لے میرے پیارے اسد کا خدا نگہبان ہے تیری بیہودہ بکواس سے کیا ہو سکتا ہے۔ تجھ میں ایک اکیلی عورت کے قتل کی بھی جرأت نہیں تو تو اس بہادر اسد کے دشمنوں کو کب قتل کر سکتا ہے۔ مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں اسکے پاک اور پیارے پیارے ہاتھ تیرے مردار خون سے خون آلودہ نہ ہو جائیں"

بھگوانداس "(بات کا رخ بدلکر) اچھا تمہارا کہنا ہی سہی اچھا اب میں جاتا ہوں ایک لڑکی کو جو کہ باہر بیٹھی ہے۔ تمہاری خدمت کے لئے لایا ہوں تمہارے پاس چھوڑتا ہوں اور میں پھر پرسوں آؤں گا اور آپنے کہنے کے موافق کاربند ہونگا"

رضیہ بائی " تو جلد یہاں سے دور ہو
مجھے خدمتگار کی ضرورت نہیں "

" بھگوانداس خود اسیڑھیوں پر جا چڑھا
اور اس عورت کو جو کہ باغ میں آکر پناہ
گزین ہوئی تھی ساتھ لے آیا اور رضیہ بائی
کے پاس چھوڑ کر پھر اوپر جا چڑھے "

" ہنیکر خانہ کے محافظ نے دروازہ
بند کر کے پھر بدستور اسپر مٹی ڈالدی اور
پھر یہ تینوں خاموشی سے باہر نکل گئے
اور بھگوانداس نے جیب سے کچھ نقدی
نکال کر محافظ کے ہاتھ پر رکھدیا اور
بمعہ اپنے دوست امجد علی کے اپنے گھر کی
طرف چلدیئے "

باب ہفتم

مبارک ہو

اسوقت قریب ہے کہ گھنٹہ گھر سے
رات کے ایک بجنے کی آواز آئے. تمام
شہر میں سناٹا پڑا ہوا ہے رات بھی تو
اندھیاری رات ہے آسمان پر بادل
بھی تو اندھیر پڑ کر رہے ہیں اسوقت

مرزا اسد اپنے کتب خانہ میں میز کے آگے کرسی
پر بیٹھا ہوا ہے. سامنے اسکے اپنے ہاتھ کے
لکھے ہوئے کچھ کاغذات دھرے ہیں جنھیں
وہ دل ہی دل میں پڑھ پڑھ کر رو رہا ہے
آخر جب وہ ان کاغذات کو پڑھ کر ختم
کر چکا اور رومال سے اپنی آنسوؤں کو پونچھ
ان کاغذات کو ایک بڑے لفافہ میں بند
کیا اور لفافہ پر ذیل کے لفظ لکھے "

" ماسوائے میرے پیارے دوست
رائے منوہر لعل کے کوئی شخص اس لفافہ
کو جس میں کہ میرا وصیت نامہ ہے کھولنے
کی جرأت نکرے اور پھر کرسی پر سے
اٹھکر کمرے میں ٹہلنے لگا. اور یہ کہکر کہ
بس میرا آخیری فیصلہ یہی ہے ماسوائی
اسکے میرے واسطے اور کوئی راستہ نہیں
اپنا لمبا کوٹ پہن لیا اور دروازہ سے
نکلنا ہی چاہتا تھا کہ ایک آواز نے اسے
روک لیا "

" مرزا اسد اسوقت کہاں جاتے ہو
ٹھہرو میں آرہا ہوں "

مرزا اسد " ہائے غضب رائے منوہر لعل آپ
اسوقت میں کہاں سے آئے "

رائے منوہر لعل " میں آپ کے ان فقرات

سے جنون کی سی بو آرہی ہے۔ خیر تو ہے"
مرزا اسد" ہاں ہاں حبیب میں خود ہی
مجنوں ہوں تو اسمیں اچنبھے کی کونسی بات
ہے"

رائے منوہر لعل" اس میں شک نہیں کہ
آپ حد جنوں سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔
لیکن ایسا نہ چاہیئے"

مرزا اسد" اچھا اسوقت آپ مجھے اجازت
دیں اور کمرے میں جاکر آپ آرام کریں"

رائے منوہر لعل" میں آرام کے واسطے
نہیں آیا"

مرزا اسد" اور کیا میرے ستانے کیلیئے"

رائے منوہر لعل" دہنکر نیا رنگ لائی
گلہری خدا خیر کرے"

مرزا اسد" میرے پیارے دوست خیر
کے دن تو اسد پیدا ہی نہیں ہوا"

رائے منوہر لعل" دیکھو اسد تمھیں تو عشق
کے نشہ میں سردی بالکل معلوم نہیں ہوتی
لیکن میری طرف دیکھو کہ میں کسطرح کانپ
رہا ہوں چلو اندر چلکر باتیں کرینگے"

مرزا اسد" میرے پیارے دوست
میں نے آپکے دل بہلانے کے لیئے
میز پر کافی سامان رکھا ہوا ہے۔ آپ
اندر جائیں میں ایک ضروری کام کے انجام
دہی کیواسطے جاتا ہوں مجھے اجازت دیجیئے"

رائے منوہر لعل" وہ کیا کام ہے"

مرزا اسد" ایک ضروری کام ہے"

منوہر لعل" آخر کچھ تو بتائیے"

مرزا اسد" ایک شخص سے ملنا ہے جو
کہ میرے انتظار میں اسوقت ہوگا"

رائے منوہر لعل" اچھا تو میں بھی آپکے
ساتھ چلتا ہوں"

مرزا اسد" نہیں نہیں مجھے ہی اجازت
دیں آپ ابھی سردی میں آئے ہیں۔ اور
کوئی فکر کی بات نہیں"

رائے منوہر لعل" سنو مرزا اسد ایک مدت
سے ہمارا تمہارا دوستانہ چلا آتا ہے۔ پس
کیا میں ایسا بیوقوف ہوں کہ تمہارے
مزاج کو نہ پاسکوں میں قسمیہ کہتا ہوں کہ
اسوقت یا تو آپ کے دل میں کسی کے قتل
کی ٹھانی ہوئی ہے۔ یا خودکشی پر تلے ہوئے
پس میں کسطرح سے آپکو چھوڑ سکتا ہوں
کہ آپ اپنے اس ارادے میں کامیاب
ہوں"

مرزا اسد" نہیں نہیں ایسا نہیں آپ کا
خیال بالکل غلط ہے"

رائے منوہر لعل "میرا خیال درست ہے اور بالکل درست ہے دیکھو اسد خدا کے واسطے ایسے خیالات کو چھوڑ دو آؤ اندر چلو اور چلکر باتیں کریں سودائی نہ بنو"

مرزا اسد "خدا کیواسطے مجھے جانیدو"

رائے منوہر لعل "ہرگز نہیں (اور ہاتھ سے پکڑ کر اندر لے گیا) سنو اسد جبکہ میں نے آپ کو قوی امید دلائی ہے کہ وہ تین ہی دن میں رضیہ بائی آپکے پہلو میں آجائیگی تو پھر ایسے خیالات میں محو ہو جانا اور ابلہانہ حرکات کا کرنا بھی کوئی انسانیت ہے"

مرزا اسد "آہ خدا آپ کے زبان کو ہی مبارک کرے لیکن میرے پیارے دوست اسد کی ایسی قسمت کہاں ہے"

رائے منوہر لعل "قسمت کیا چیز ہے۔ صرف کوشش نکرنیکا نام قسمت رکھلیا ہے۔ تم کھانا نہ کھاؤ۔ دیکھوں کہ روٹی کس طرح تمہارے پیٹ میں چلی جائیگی"

مرزا اسد "آخر آپ کو بھی کوشش کرتے ہوئے پندرہ روز سے زیادہ ہوگئے ہیں لیکن اس کا نتیجہ کیا ہے"

رائے منوہر لعل "اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمکو معلوم ہوگیا کہ اسی جرم کے مرتکب امجد علی خبیث اور اس کا دوست بھگوانداس ہے اور پھر جلبیا کہ میں نے دو دن ہوئے آپکو کہا تھا۔ کہ مسٹر جارڈ وہاں پہنچ گئے ہیں بس بے خطری کی کوئی بات نہیں میرے خیال میں کل نہایت پرسوں تک آپ اپنی معشوقہ طناز کا دیدار حاصل کر لو گے اور......

"ابھی رائے منوہر لعل نے اپنی گفتگو ختم نہیں کی کہ ایک خدمتگار اندر گھس آیا۔ اور اپنے آقا مرزا اسد سے یوں مخاطب ہوا"

خدمتگار "حضور ایک ہندنی عورت باہر کھڑی ہے اور آپ سے ملاقات کرنی چاہتی ہے"

مرزا اسد "(حیران ہوکر) ہیں ہندنی اور اس اندھیاری رات میں اور دو بجے کا عمل اور مجھ سے کام میں نہیں جانتا کہ یہ کون اور اُسکا کیا مطلب ہے"

رائے منوہر لعل "(مسکراکر) آنے دو"

مرزا اسد "آپ جانتے ہیں کہ یہ کون ہے"

رائے منوہر لعل "میری معشوقہ"

مرزا اسد "مذاق مت کرو سچ سچ کہو"

رائے منوہر لعل "ابھی معلوم ہوجائے گا"

مرزا اسد "آخر کچھ تو بتاؤ"

رائے منوہر لعل "جیسے آپ نہیں جانتے
ویسے میں بھی لاعلم ہوں"
"اتنے میں دروازہ کھلا اور وہ نوکر اس
عورت کو اندر لے آیا اور چھوڑ کر خود چلتا بنا"
"رائے منوہر لعل نے اس عورت کیطرف
کچھ اشارا سا کیا جسکو مرزا اسد نہ دیکھ سکا
اور وہ عورت مطلب پا گئی"
رائے منوہر لعل "کرسی آگے کرکے اس پر بیٹھ
جائیے فرمائیے اسوقت آپ کا کسطرح سے
آنا ہوا"
عورت "میں مرزا اسد پر سو جان سے
فریفتہ ہوں اسلئے آئی ہوں کہ تمام عمر اُنکی
لونڈی بنکر رہوں"
مرزا اسد "(تنک کر) دیکھو اپنی زبان
تھامو پھر ایسی واہیات گفتگو مت کرنا ورنہ
اچھا نہ ہوگا"
عورت "حضور یہ کیا فرماتے ہیں۔ اب
بھلا میں یہاں سے جانے والی بھی ہوں
میرا سر تن سے اُڑا دو لیکن اسجگہ سے نہ
ہلونگی"
مرزا اسد "(نہایت غصہ سے) دیکھ میں
پھر کہتا ہوں کہ خاموش ہو جا اور چپکے
سے چلی جا ورنہ ابھی میں تیری گت بناتا
ہوں"
رائے منوہر "اپنی ہنسی کو ضبط نہ کرسکا
اور بے اختیار ہوکر قہقہا کرکے ہنس پڑا
اور مرزا اسد سے یوں مخاطب ہوا"
رائے منوہر لعل "پیارے اسد مبارک
ہو کام فتح ہوا پڑا ہے"
"یہ ہنسنی عورت نہیں بلکہ ہمارے
مسٹر حامد سراغرسان انسپکٹر ہیں آپ کو انکا
شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اور سنئے کہ کیا فرماتے
ہیں"
مرزا اسد "(حیرت کی نگاہ سے دیکھکر) معاف
فرمانا میں نے نہیں پہچانا اور میں آپکا تہہ
دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں بیان فرمائیے
کہ"......
مسٹر حامد "(جوکہ عورت کے لباس میں تھے
بات کاٹکر) مرزا صاحب آپ بے غم رہیں اور
رضیہ بائی بالکل تندرست ہے اور کل آپ
کے پاس پہنچ جائیں گی میں آج ہی لے آتا
لیکن مجرموں کو بھی گرفتار کرنا ہے۔ اگرچہ
ہمارے پاس بہت سا مصالح اُنکے مجرم
ہونیکا موجود ہے لیکن تاہم اس میں اور
بھی بہتری ہے اور پھر رائے منوہر لعل کی
طرف مخاطب ہوکر ہاں رائے صاحب یہ

بتایئے کہ جب میں اس موجودہ بنارسی عورت کے بھیس بدل کر میں باغ سے بھگوانداس وغیرہ کے ہمراہ نکلا باغ کے دروازہ پر میں نے ایک پرزہ کاغذ لکھا ہوا ڈالدیا تھا جیسا کہ میں نے پہلے آپ سے کہا تھا وہ آپ کو ملا کہ نہیں ؟"

رائے منوہر لعل "ہاں میں نے اسے پالیا تھا اور اس میں لکھا تھا۔ کہ باراں دری کے قریب فونوگراف ہے جسمیں اُن دونو کی گفتگو بند کی گئی ہے۔ اُٹھالو سو میں نے اسے بحفاظت تمام اُٹھا کر مرزا اسد کے اسی کتب خانہ میں ایک صندوق میں بند کر کے رکھا ہوا ہے۔ اور اُس میں اُن کی پوری گفتگو آگئی ہے۔ اور وہ کامل ثبوت انکے دونوں جرموں کیواسطے ہے۔ اس سے جرم اقدام قتل جو آج تک معلوم نہ ہوا۔ ثابت ہے اور جس بیچا اور یہ بات میں نے اسد سے بالکل ابھی تک نہیں کہی۔ کہ امجد علی نے آدم جی کے باغ میں آپ کو قتل کی نیت سے خنجر مارا تھا۔"

مسٹر حامد "اچھا اب میں رخصت ہوتا ہوں آپ صاحبان بالکل خاطر جمع رکھیں سب کام حسب دلخواہ ہو گئے ہیں کسی جمع کا اندیشہ باقی نہیں کل مجرم گرفتار بھی ہو جائینگے اور خدا کے فضل سے ہملوگ سرخرو اور مرزا اسد صاحب شادکام"

مرزا اسد "میرے معزز دوست میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں آپنے میرے حق میں مسیحائی کا کام کیا میری کشت آرزو کہ قریباً قریباً ناامیدی کی بجلی سے تباہ اور برباد ہو گئی تھی پھر دوبارہ سرسبز و شاداب ہو گئی آپ کے اس احسان نے نہ صرف مجکو ہی بلکہ میرے تمام نیک خواہ رشتہ داروں اور دوستوں اور خصوصاً میرے پیارے مہربان دوست رائے منوہر لعل صاحب اور خدیجہ بائی کو ہمیشہ کیواسطے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا گویا آپنے ہم سبکو داموں مول لے لیا آہ میں اسکا کیا بدلہ دیسکتا ہوں خداوند دوعالم آپ کو آپ کی اس نیکی کا اجر دے اور دین و دنیا میں سرخرو و شادکام رکھے"

مسٹر حامد "ڈیر مرزا آپ یہ کیا فرماتے ہیں میں نے کوئی احسان نہیں کیا بلکہ اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے۔ جسکے واسطے مجھے سرکار سے کافی رقم بطور تنخواہ کے ملتی ہے" ماسوا اسکے

اس کے قانون انسانیت سے بھی یہ بعید تھا کہ اگر میں ایک شخص کی امداد کر سکتا اور اسکو میری امداد کی ضرورت بھی ہوتی اور نہ کرتا تو پھر حیوان اور مجھ میں کیا فرق تھا آپ مجھے ہمیشہ اپنا نیک خواہ اور تابعدار اور دوست ہی خیال کریں “

مرزا اسد ” میں آپ کی گوناگون مہربانیون کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بطور دوستانہ ایک ہدیہ پیش کرتا ہوں جسے میں امید کرتا ہوں کہ آپ قبول فرما کر مجھے ممنون و مشکور فرمائینگے اگرچہ یہ آپ کے لائق نہیں ہے (اور ایک چاندی کی انگوٹھی پیش کرکے جس میں کہ ایک قیمتی ہیرا جڑا ہوا تھا) برگ سبز است تحفہ درویش “

مسٹر حامد ” یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں کسی صورت میں اسکا مستحق نہیں ہوں اور یہ خلاف قانون ملازمت ہے “

مرزا اسد ” میں امید کرتا ہوں تاکہ آپ کو اپنا چھوٹا بھائی کبھی بھول نہ جائے اور ہمیشہ جیسا کہ بڑے بھائیون کو چاہئیے الفت کی نظر میری جانب رہے ۔ اور چونکہ یہ ہمیشہ آپ کی انگلی میں رہے گی اس لئے میری یاد ہر دم آپکو دلائے گی یہ کوئی سعاوضہ نہیں ہے والبتہ اگر معاوضہ کی کہی جائے تو تمام جائداد اور میرا سر بھی ملکر پورا نہ ہو سکیگا “

مسٹر حامد ” (انگوٹھی لیکر) اچھا آپ کی مہربانی ہے میں اسوقت آپ کا دل توڑنا نہیں چاہتا “

رائے منوہر لعل ” یہ دوستانہ تحفہ ہے انسے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا اور نہ اس میں کوئی خطرہ ہے اور ہم آپ کے اس مہربانی کے مشکور ہیں کہ آپ نے قبول فرماکر رشتہ دوستی کو اور زیادہ پختہ کر دیا میرے دوست خدا آپ کو خوش رکھے “

مسٹر حامد ” اچھا اب میں چلتا ہوں آپ کل رات کے ایک بجے میرا انتظار اسی کمرے میں کریں میں معہ رضیہ بائی کے پہنچ جاؤں گا اسوقت میں صرف انتظام کیواسطے آیا تھا سو تمام انتظام ہو گیا ہے میں اور بیٹھتا لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں بھنگڑ خانہ کا محافظ ہوش میں نہ آجائے جسے میں کلوروفارم کے ذریعہ بیہوش کر آیا ہوں اور بت خانہ کے ایک ستون سے وہ خوب مضبوط بندھا ہوا ہے “

رائے منوہر لعل ” بیشک اسی حالت

میں آپ کو جلدی کرنی چاہیئے"
مسٹر حامد" دونوں سے ہاتھ ملاکر خدا
حافظ میرے دوستو خدا حافظ"
"مسٹر حامد کمرے سے باہر نکل گیا اور
یہ دونوں دوست بدستور بیٹھے گفتگو
میں مشغول رہے"
رائے منوہر لعل "پیارے اسد نا امیدی
اچھی نہیں ہوتی اگر مسٹر حامد کے آنے سے
پہلے آپ اپنے ابلہانہ کارروائی کو گزرتے
اسکا کیا نتیجہ اسوقت ہوتا"
مسٹر اسد" (شرمندگی سے) پیاری رائے
منوہر لعل میں آپ کا مشکور ہوں۔ لیکن
جبتک پیاری رضیہ بائی کو آنکھوں سے
نہ دیکھوں اسوقت تک مجھے زندگی بار
ہے"
رائے منوہر لعل "خیر اب ان باتوں کو
جانے دو اب خوشی کا موقعہ ہے خدا کا
شکر ادا کرنا چاہیئے پیارے مرزا اسد
لو اٹھو اور ہارمونیم کو سر کردیں ایک
چھوٹی سی غزل گاتا ہوں۔ تمہیں قسم
ہے کہ انکار نہ کرنا۔ اور اچھی طرح سے
دل لگاکر بجانا کیونکہ آپسا آج کل کوئی
بھی عمدہ بجا نہیں سکتا"

مرزا اسد" اپنی جگہ سے اٹھا اور سامنے
کے سامنے کرسی پر جا بیٹھا اور باجہ کو
سر کیا اور منوہر لعل مصنف کی غزل ذیل
باجہ کے ہمراہ گانے لگا"

غزل مصنف

خان بہادر غلام حیدر

عشق بتاں میں اے دل ناداں غم بھی ہے
رنج و بلاؤ جور و جفا و ستم بھی ہے
چاہ ذقن کی چاہ میں غرقاب ہو گیا
سمجھا نہیں کہ یہ سر راہ عدم بھی ہے
کھانے کو درد و غم مجھے پینے کو خون دل
اور سینکڑوں طرح کے جفا پر ستم بھی ہے
لاکھوں طرح کے میں گناؤں کہاں تلک
زنجیر زلف و تیر مژہ پر الم بھی ہے
جسنے منازل غم الفت کو طے کیا
صہبائے وصل اسکے لئے جام جم بھی ہے
جاگے ہیں آج حیدر مسکین کے کیا نصیب
مطرب ہے چنگ و ساز ہے اور وہ صنم بھی ہے

باب ہشتم

بہنگر خانہ کی بازنطری و انجام

اگرچہ اسوقت رات کے نو بج چکے ہیں۔ لیکن بہنگر خانہ میں غیر معمولی رونق برپا ہے بہت سے نشئی بیٹھے ہوئے بے پر کی اڑا رہے ہیں مبہم شور زیادہ ہے بعض اوقات خاموشی کا بادل گھر جاتا ہے۔ ایسی حالت میں دروازہ پر کسی نے دستک دی بہنگر خانہ کے منتظم نے فوراً دروازہ کھول دیا اور ایک سیاہ لبادہ پوش شخص اندر گھس آیا جس سے منتظم بہنگر خانہ یوں مخاطب ہوا۔

منتظم "آیئے خانصاحب کیا حال ہے"

خانصاحب "(آہستہ سے) کہو مطلع صاف ہے یا ابر آلود"

منتظم "صاف ہے اور بالکل صاف ہے"

خانصاحب "تو لالہ جی کو بلا لاؤں"

منتظم "بیشک"

خانصاحب "فوراً باہر چلے گئے۔ اور پھر لالہ جی کو ہمراہ لے آئے"

منتظم "آداب لالہ جی"

لالہ جی "آداب ہے"

منتظم "کیا حکم ہے"

لالہ جی "کچھ بس چلئے اور دروازہ کھولئے"

دو نشئیوں سے ایک نے "گھڑی دو میں مر لیا باجے گی"

خانصاحب "(چونک کر) ہیں یہ کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے"

منتظم "جناب آج زیادہ نشہ کے باعث یہ لوگ واہی تباہی بک رہے ہیں"

پھر وہی آواز "گھڑی دو میں مر لیا باجے گی"

خانصاحب "اچھا سبق لے رکھا ہے مگر یہ کون ہے"

پھر وہی آواز "گھڑی دو میں مر لیا باجے گی"

منتظم "ایک بگولا مسخرا ہے اور نشے میں کچھ کا کچھ بک رہا ہے"

پھر وہی "آواز گھڑی دو میں مر لیا باجیگی"

لالہ جی "چھوڑو بھی کوئی ہوگا مسخر العنت بھیجو"

پھر وہی "آواز گھڑی دو میں مر لیا باجیگی"

لالہ جی "چلو اب کھڑے کیوں ہوگئے ہو"

پھر وہی "آواز گھڑی دو میں مر لیا باجیگی"

"مختصر اینکہ یہ تینوں ایک مقفل دروازہ کھولکر اُس میں جا داخل ہوئے اور منتظم نے زمین کھود کر کھڑکی کھولی اور پھر لالہ جی اور خانصاحب میں ذیل کی گفتگو ہونے لگی"

لالہ جی "کیوں مسٹر امجد علی کہئے تمہارا کیا ارادہ ہے"

امجد علی "بھائی بھگوانداس خدا خیر کرے ہمارے تو حواس باختہ ہو رہے ہیں"

بھگوانداس "کیوں کسلئے کیا سبب"

امجد علی "میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ آج خیر نہیں اور پھر گھڑی دو میں مرلیا باجر کی کا شگون اور زیادہ کچھ دال میں کالا کالا ہے"

بھگوانداس "ارے میاں رہنے بھی دو تم ہمیشہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہو"

امجد علی "تمہیں اختیار ہے جو چاہو کہو مجھے تو اسوقت خیر معلوم نہیں ہوتی بڑے ہی برے آثار دکھائی دے رہے ہیں"

بھگوانداس "جی خیر جو کچھ ہونا ہوگا سو ہو جائیگا۔ مگر دیر کرنے سے کیا فائدہ مسلمان ہو کر پاجامہ کیوں خراب کر رہے ہو جلد اپنا ارادہ ظاہر کرو"

امجد علی "میں تہ خانہ میں جا کر کیا کرونگا"

بھگوانداس "بس صرف یہ کہ خنجر سے اُسے دھمکانا ہوگا"

امجد علی "(ہنسکر) کیا وہ خنجر سے ڈر جائیگی"

بھگوانداس "تو اور کیا کریں"

امجد علی "بس اگر آپ یہی خیر مانگتے ہو تو اجازت دیجئے کہ رضیہ بائی کا کام تمام کر ڈالوں اور یہاں سے اسکی لاش لیجا کر پرانے کوٹلہ کے کھنڈرات میں دفن کر دوں اور پھر ہم ہمیشہ کے لئے بے خوف ہو رہیں"

بھگوانداس "نہیں آج تو صرف ڈراؤ اگر نہ مانی تو دو دن مہلت دو اور بعد ازیں پھر سوائے قتل کے اور کوئی چارہ بھی نہیں"

امجد علی "آپکو اختیار ہے مگر جہاں تک ممکن ہو اس قضیہ کو پاک ہی کرنا چاہئے مرزا اسد اور رائے منوہر لعل ہر وقت ہر لحظہ تلاش میں موجود ہیں اور وہ جان توڑ کر اس بات کی کوشش کر رہے

ہیں کہ اس کا پتہ لگ جائے اگر خدا
نخواستہ پتہ لگ گیا تو میں اور آپ
دونوں جہنم میں ہیں"
بھگونداس "دو دن کے بعد آپکو
اختیار ہے کہ اسکو قتل کر ڈالیں اور وہ
آپنے انکار اور حقارت کی سزا پائے"
یہ گفتگو ختم کرکے دونوں دوست
تہ خانہ میں جا اترے جس میں کہ آج
چراغ کی روشنی بھی غیر متوقع نظر آرہی تھی
رضیہ بائی بیچاری غم کی ماری ایک میلے
کچیلے بستر پر پڑی بڑی بے چینی سے کروٹیں
بدل رہی تھی اور دوسری عورت تہ خانہ
کے ایک کونے میں خاموش بیٹھی ہوئی
تھی جسکو کہ یہ باغ سے لاکر تہ خانہ میں
چھوڑ گئے تھے داخل ہوتے ہی بھگونداس
نے یوں بکواس شروع کی"
بھگونداس "کیوں پیاری رضیہ بائی
کیا تم سو گئی ہو"
رضیہ بائی "او مردود تجھ پر خدا کی
لعنت میری نیند تیری موت کے انتظار
میں ہے"
بھگونداس "آج مہلت پوری ہو چکی
ہے اب کیا ارادہ ہے"

رضیہ بائی "جو کچھ میں نے پہلے کہہ دیا
ہے اسکو پتھر کی لکیر اور نوشتہ تقدیر
جانیے کیونکہ اس میں سر مو فرق بھی
نہیں آئے گا"
بھگونداس "اپنی جوانی پر رحم کر رحم
اور مجھے مجبور نہ کر کہ خنجر کو تیرے
خون سے خون آلود کر دوں"
رضیہ بائی "او شیطان مجسم تو مجھے
موت سے ڈراتا ہے اور اپنی ہوس [illegible]
کا شکار بنانا چاہتا ہے سو یہ ہرگز
نہیں ہو سکتا میں بدرجہا اس سے
کہ اپنی عصمت پر بدنامی کا دھبہ
لگاؤں موت کو بہتر سمجھتی ہوں او
نامرد جو کچھ تجھ سے ہو سکے کر گذر اور
بالکل توقف نہ کر میرا خدا میرا نگہبان
ہے"
بھگونداس "دیکھ مان جا پھر میں
مہربانی سے تجھکو کہتا ہوں"
رضیہ بائی "اپنی مہربانی کو اپنے
پاس رکھو مجکو اس کی ضرورت نہیں
میں تمپر اور تمہاری مہربانی پر ہزار
لعنت بھیجتی ہوں"
بھگونداس "(امجد علی سے مخاطب

ہوکر) اچھا تو اب اسکا کام تمام کردو۔
امجد علی ''(خنجر کو ہاتھ میں لیکر اور
رضیہ بائی پر جھپک کر) دیکھو مان جاؤ
ورنہ ابھی اس خنجر سے تمھارا کام تمام
کردیا جائیگا۔ اور اس نے ابھی پورا
مطلب نہیں کہا تھا کہ کڑک کی سی
آواز آئی جو نہی کہ امجد علی نے اپنی پشت
کی طرف دیکھا اس کا خنجر والا ہاتھ کسی
دوسرے کے ہاتھ میں تھا یہ حالت
دیکھکر پکار اُٹھا"۔
امجد علی'' ہیں یہ بنارسی عورت کیا
کر رہی ہے"۔
بنارسی عورت'' مسٹر امجد علی آپ اپنے
دوست مسٹر حامد کو کیا آپ نہین
پہچانتے"۔
'' یہ کہکر ایک دو مکے ایسے
اسکے سر پر رسید کئے کہ امجد علی تو
بیہوش ہوکر گر پڑا یہ حالت دیکھکر
بھگوانداس بھاگنے کی کوشش کرنے
لگا لیکن فوراً مسٹر حامد نے جو کہ
بنارسی عورت کے لباس میں تھے
ایک ڈانٹ بتائی اور وہ وہین کا
وہیں رہ گیا اور پھر مسٹر حامد نے
سیٹی بجانے پر بہت سے سفید پوش
پولیس کے اندر آ گئے جو کہ بطور نشیون
کے بھنگڑ خانہ میں موجود تھے فوراً
امجد علی اور بھگوانداس کو ہتھکڑیاں لگائی
گئیں اور حراست میں کوتوالی پہنچائے
گئے جہانکہ انکے اظہار لئے گئے۔ اور
انہوں نے یہ بیان لکھوایا کہ ہمکو مسٹر حامد
نے راہ میں سے جاتے ہوئے اپنے
ساتھ لے لیا اور کہا کہ ہم آپ لیجا کر
ایک معاملہ میں گواہ بنانا چاہتے ہیں
کوتوال نے ان دونوں کے بیان قلم بند
کرکے انکو حوالات میں دیدیا۔ اور
مسٹر حامد رضیہ بائی کو گاڑی میں چڑھا کر
اسد کی کوٹھی کی طرف چلدیا"۔
'' اب ہم اپنے ناظرین سے ملتمس ہیں
کہ ہمارے ساتھ ملکر مرزا اسد کی کوٹھی
کی سیر کریں اور دیکھیں کہ مرزا اسد کیا
کر رہا ہے"۔
'' آہا ہا اسوقت تو مرزا اسد کی کوٹھی
بقعۂ نور بنی ہوئی ہے۔ باغ کی ہر روش
پر لال ٹینیں روشن ہیں کوٹھی کے حال
میں جسکی سجاوٹ کا نگار خانہ چین
فرخندہ زن ہے مرزا اسد بمعہ اپنے

دوست رائے منوہر لعل کے بیٹھا ہوا دل کی گفتگو کر رہا ہے"

مرزا اسد "ایک بج گیا"

رائے منوہر لعل "اللہ رے بے صبری"

مرزا اسد "واہ"

رائے منوہر لعل "اسکا کیا مطلب"

مرزا اسد "تو کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ ابھی آئے کے آئے۔ تب سے اب ایک گھنٹہ گذر گیا ہے"

رائے منوہر لعل "مجرموں کو بھی گرفتار کرنا ہے آخر کام ہوگا تو آئیں گے"

مرزا اسد "اگر مجرم گرفتار نہ ہوئے تو پھر"

رائے منوہر لعل "گرفتار کیونکر نہ ہوں بھلا ممکن ہے کیا خدائے منصف انکو انکی اعمال کی سزا نہ دیگا لقاسچا بدمعاش ظالم دغاباز اور زناکی شرابی خمار باز ڈاکو اچکا گرہ کٹ قاتل وغیرہ کا انجام ہمیشہ برائی ہوتا ہے۔ بڑے بڑے ہی خاندان ظلم و ستم غرور و نخوت کی ہاتھوں سے تباہ و برباد ہوگئے اور ہو رہے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہینگے یہ بچارے تو کس حساب میں ہیں"

مرزا اسد "دیکھو پیارے منوہر لعل سچ سچ بتاؤ کہ آج رات کیا ضرور پیاری رضیہ بائی کی زیارت ہوگی کہ نہیں آپ کا وعظ میرے دل میں وسوسہ پیدا کر رہا ہے"

رائے منوہر لعل "(خفگی سے) دیکھو مرزا اسد جبکہ مجھپر آپ کو اعتبار نہیں۔ تو میرے ساتھ آمد و رفت مت کرو کیونکہ انسان کو چاہئے کہ جس شخص پر اس کو اعتبار نہ ہو اس سے نہ ملے بلکہ بات تک نہ کرے ایسے حدود میں نہ گھسنے دے اس بات کا ظاہر کرنا کہ اعتبار نہیں۔ اور پھر بے اعتبار آدمی سے ہر وکار بڑے درجہ کی حماقت ہے اسکا نتیجہ ہمیشہ برا ہی ہے اس سے آپنے دشمن ہوجاتے ہیں وہ وہ کام کر بیٹھتے ہیں کہ جنکا ظہور پذیر ہونا ممکنات سے ہوتا ہے۔ خداوند ہر ایک انسان کو اس جہالت مرض سے بچاوے" اور......

مرزا اسد "(بات کاٹکر) میرے پیارے دوست ایسی لنترانی کو چھوڑئے اور غصہ سے منہ موڑئے خدا مجھکو پیاری رضیہ بائی کی زیارت نصیب نہ کرے اگر میرا خیال ایسا ہو جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں بھائی